اسلامی وراثت کے موضوع پر مختصر جامع آسان تصنیف

تعلیم الفرائض

ترتیب

استاذ المحدثین مولانا ابو السلام **محمد صدیق** رحمۃ اللہ علیہ
بانی ادارۃ احیاء السنۃ النبویۃ۔ سرگودھا

فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ۔ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ

وراثت سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (حدیث)

وراثت کے موضوع پر

مختصر، جامع اور آسان تصنیف

تعلیم الفرائض

ترتیب

استاذ المحدثین مولانا ابو السلام محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

بانی ادارۃ احیاء السنۃ النبویۃ۔ سرگودھا

فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ۔ ملتان فون: 541809

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حضرت محدث روپڑیؒ کے ارشاد پر میں نے ایک نقشہ "وراثتِ اسلامیہ نام سے" ترتیب دیا تھا۔ اس میں بصورتِ جدول اصحاب الفروض کے حصص اور عصبہ کے تفصیلی حالات قلم بند کئے گئے ہیں۔ جدول سے مسائل کے حل کا طریقہ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اکابر علماء وقت نے اس کو پسند کیا۔ خصوصاً حضرت محدث روپڑیؒ۔ مولانا سید داؤد غزنویؒ۔ حضرت محدث گوندلویؒ۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ مولانا احمد علیؒ شیرانوالہ۔ ماہرِ وراثت مولانا محمد علی خطیب سنہری مسجد لاہور۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے اس نقشہ کی افادیت کے سلسلہ میں اپنے اچھے تأثرات کا اظہار فرمایا ہے۔

نقشہ کی صورت میں اس کی حفاظت بھی ایک اہم مسئلہ تھا۔ اس لیے اس نقشہ کو رسالہ کی شکل میں راہنمائے وراثت کے نام سے طبع کیا گیا ——— بعض مسائل اس میں نہیں ہیں جن کا تعلق حساب سے ہے۔ ان مسائل کے اضافہ کے ساتھ دوبارہ اس کو طبع کیا گیا ہے جو آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کتابچہ کا مطالعہ وراثت کی ادق اور ضخیم کتب سے قارئین کو بے نیاز کر دے گا۔ انشاءاللہ۔

ماخذ

قرآن و حدیث۔ مغنی ابن قدامہ۔ سراجی۔ وراثتِ اسلامیہ محدث روپڑیؒ۔ العذب الفائض المواریث الاسلامیہ احمد کامل خضری۔ عدة الباحث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ سورۃ مریم آیت ۴۰

بلاشبہ زمین اور جو زمین پر ہے ہم اسکے وارث ہیں۔

تقدمہ

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر عارِیۃً بعض اشیاء کی ملکیت انسان کو سونپ دی گئی ہے۔

شخصی ملکیّت اسلام میں شخصی ملکیت کا ثبوت ملتا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب۔ غرباء اور مساکین کے ساتھ مالی تعاون۔ حج وعمرہ وغیرہ ایسی عبادات شخصی ملکیت کے وجود کا بین ثبوت ہیں تقسیم وراثت کی بنا بھی شخصی ملکیت پر ہے۔

وراثتِ انبیاء وراثت کا قانون انبیاء علیہم السّلام پر لاگو نہیں ہوتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ مسلم ج ۲ ص ۹۱) ہمارا کوئی وارث نہیں۔ جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس میں پوری امت شریک ہے۔

وجہ اس کی وجہ ایک یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اگر کسی نبی کے پاس وراثت کا مال ہوتا۔ تو ورثاء میں سے ایسے وارث کے پائے جانے کا بھی امکان تھا۔ جو اپنا حصہ لینے کے لیے نبی کی موت کا نہ صرف منتظر بلکہ متمنی ہوتا۔ اس کے انسداد کا یہی تقاضا ہے۔ کہ نبی ترکہ مال کا نہ وارث ہو اور نہ اس کا کوئی وارث ہو۔

اِشتراکیّت اشتراکیت اور کیمونزم کا نظریہ ملکیت کے بارہ میں ملتا جلتا ہے دونوں ہی شخصی ملکیت کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک دولت کمانے کے جملہ ذرائع جماعتی ملکیّت ہیں۔ ضروریات زندگی کو افراد پر تقسیم کرنے کا انتظام بھی جماعت ہی کی ذمہ داری ہے۔ ان کا یہ نظریہ اسلامی نظریہ کے متصادم ہے۔

دورِ جہالت

اس دور میں عورتوں بچوں۔ بوڑھے اور ناتواں مردوں کو ترکہ سے محروم رکھا جاتا تھا۔ وجہ یہ بیان کی جاتی تھی۔ کہ معاشرہ کی ان پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ اوس ثابت نے تین بیٹیاں اور دو چچازاد بھائی پسماندگاں چھوڑے ان ہر دو بھائیوں نے تمام ترکہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ بیوہ اور اس کی تین بیٹیوں کو ترکہ سے محروم کر دیا اوس کی بیوہ نے دربارِ رسالت میں شکایت کی کہ میرے پاس اپنے اور بچیوں کی گزر اوقات کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اوس نے جو ترکہ چھوڑا ہے۔ اس پر اس کے چچازاد بھائیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ آپؐ نے ان کو بلایا اور پوچھا۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ عورت ذات کمزور جنس ہے۔ جو معاشرہ پر بوجھ ہے بوجھ بردار نہیں ہے نہ ان میں جنگ لڑنے کی سکت ہے نہ مدافعت کی ہمت۔ اس لیے ترکہ کے مستحق ہیں وراثت کے بارہ میں اور صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو ظلم و ستم کی آئینہ دار ہیں۔ ہندوستان میں لڑکیوں اور نکاح ثانی کرنے والی عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا۔ تقسیم وراثت کی ایک ظالمانہ صورت یہ بھی کہ تمام لواحقین میں سے صرف میت کا بڑا لڑکا وراثت کا مالک ہوتا۔

اسلامی وراثت

دنیا بھر کے دینوں میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے۔ جس میں تقسیمِ ترکہ کے وقت کسی مستحق رشتہ دار کو وراثت سے محروم نہیں ہونے دیا۔ جو میت کے ساتھ نسبی یا سببی تعلق رکھتا ہے۔ خواہ وہ مرد ہے یا عورت بچہ ہے یا بوڑھا۔ حصہ رسدی سے اس کو نوازا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ترکہ میں، مذکر کا حصہ دو مؤنث کے حصے کے برابر ہے۔ اگر وہ دو سے زیادہ ہیں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی حصہ ہے! اور اگر وہ ایک ہے تو اس کے لیے نصف ہے! اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کی اولاد ہے، اگر اولاد نہیں۔ اور والدین ہی اس کے وارث

ہیں تو ماں کے لئے تہائی حصہ ہے۔ اگر بھائی بہن بھی ہیں تو ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ یہ تقسیم وصیت کے بعد ہوگی۔ جو وہ وصیت کرتا ہے یا ادائے قرضہ کے بعد جو اس کے ذمہ ہے۔ تمہارے آباء اور تمہارے ابناء ان کے بارہ میں تم نہیں جانتے کہ نفع کے اعتبار سے کون تمہارے لئے زیادہ قریب ہے۔ بلاشک وہی علم والا حکمت والا ہے۔"

سببی ورثاء

وہ ورثاء جو کسی سبب کی بناء پر ترکہ کے مستحق بنتے ہیں ان کے بارہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ط (نساء آیت ۱۲)

خاوند

اور تمہارے لئے نصف حصّہ ہے جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان کی اولاد نہ ہو۔ اگر ان کی اولاد ہے تو تمہارے لئے ان کے ترکہ میں سے چوتھا حصّہ ہے۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔ (سورۃ نساء آیت ۱۲)

بیوی

اور ان کے لئے چوتھا حصہ اس میں سے ہے جو تم نے چھوڑا۔ شرط یہ ہے کہ تمہاری اولاد نہ ہو۔ اگر تمہاری اولاد ہے تو پھر ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا ہے۔ یہ تقسیم وصیت کے بعد ہوگی جو تم نے کی ہے یا ادائے قرض کے بعد جو تمہارے ذمّہ ہے۔

کلالہ

سے مُراد وہ رشتہ دار ہے جس کا نہ اصول ہو۔ اور نہ فروع یعنی اُس کا باپ ہے اور نہ اس کی اولاد ہے۔ البتہ اس کے بھائی بہن ہیں۔ کلالہ کے بارہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (سورۃ نساء۔ آیت ۱۲)

اگر مورث مرد کلالہ ہے یا عورت کلالہ ہے اس کا ایک بھائی ہے یا ایک بہن ہے، تو ان دونوں میں ہر ایک کے لئے چھٹا حصّہ ہے اگر ایک سے زیادہ ہیں، تو وہ ترکہ کی ایک تہائی میں شریک ہیں۔ وصیت کے بعد جو وصیت کی جاتی ہے یا اداء قرض کے بعد جو اس کے ذمّہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ علم والا اور تحمل والا ہے۔

کلالہ کے عینی اور علاتی بہن بھائی

مذکورہ آیت میں کلالہ کے جن بہن بھائیوں کا بیان ہوا ہے۔ ان سے مراد اخیافی (ماں کی طرف سے) بہن بھائی ہیں۔ اور درج ذیل آیت میں عینی اور علاتی بہن بھائی مراد ہیں۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ سورۃ نساء آیت ۷۶۔

"اے پیغمبر! لوگ آپ سے کلالہ کے بارہ میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارہ میں بتاتا ہے کہ اگر وہ مرد بے ہلاک ہوگیا ہے۔ اس کی اولاد نہیں۔ اس کی صرف ایک بہن ہے تو اس کے لئے ترکہ میں سے نصف حصّہ ہے وہ مرد اس کا وارث ہوگا جبکہ اس کی اولاد نہ ہو۔ اگر دو بہنیں ہیں تو ان کے لئے دو تہائی حصہ ہے۔ اس ترکہ میں سے جو اس نے چھوڑا ہے۔ اگر بھائی بہنیں ملے جلے ہوں تو مذکر کے لئے دو مؤنث کے حصّہ کے برابر حصّہ ہے۔ یہ احکام اللہ تعالےٰ اس لیے بیان فرماتا ہے کہ تم بھٹکے نہ پھرو۔ اور اللہ تعالےٰ ہر شئے کو جاننے والا ہے۔"

مذکورہ بالا آیات میں میّت کے نسبی اور سببی ورثاء کا بیان ہے۔ بعض ورثاء ایسے بھی ہیں، جن کا تذکرہ قرآن مجید میں صراحت سے نہیں ملتا۔ ان کی اور ان کے حصص کی تفصیل احادیث میں ملتی ہے۔ مثلاً جدہ صحیحہ نانی۔ دادی کے حصص کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے چھٹا حصّہ ہے (ترمذی) مرتّب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَمْداً لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ صَلوٰۃً وَسَلَاماً عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاہِرِیْنَ وَعَلٰی اَتْبَاعِہِمُ الَّذِیْنَ وَرِثُوْا عِلْمَھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

علمِ فرائض کی اہمیّت

بروایتِ ابُوہریرہ رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ علمِ فرائض سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ ۔ یہ آدھا علم ہے جو بھلا دیا جائے گا۔ یہ پہلا علم ہے جو میری اُمّت کے سینوں سے سلب کیا جائے گا۔

چار باتیں علم سیکھنے سے پہلے چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔
(۱) تعریف (۲) موضوع (۳) غرض (۴) استمداد۔

تعریف :۔ علمِ فرائض وہ علم ہے جس میں ورثہ اور اُس کے حساب سے بحث ہوتی ہے۔

موضوع :۔ اِس علم کا موضوع ترکہ میّت ہے۔

غرض :۔ اِس علم کی غرض ہر وارث تک ترکہ پہنچانا جس کا وہ مستحق ہے۔

استمداد :۔ اِستخراج احکام کے لئے جن ادلّہ سے مدد لی گئی ہے وہ تین ہیں۔

(۱) قرآن مجید (۲) حدیث (۳) اجماعِ اُمّت

اِصطلاحات

وارث : جس کی طرف ترکہ منتقل ہو۔

مورث : جس کا ترکہ منتقل ہو۔

ورثہ : جو شے منتقل ہو۔

شرائطِ انتقالِ ترکہ

انتقالِ ترکہ کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) مورث کی موت اس کا علم بالمشاہدہ ہو یا دو عادل گواہوں کی شہادت سے ہو یا اس کے مرنے کا فیصلہ کیا گیا ہو جیسے مفقود الخبر کی موت۔

جنین شکم مادر میں ایسی ضرب سے مرا ہوا بچہ جس سے غلام۔ لونڈی دیت لازم آتی ہو ایسے جنین کا الحاق بھی اموات سے ہوگا یعنی وہ زندگی پانے کے بعد مرا ہے۔

(۲) مورث کی موت کے بعد وارث کا زندہ ہونا۔ خواہ اس کی زندگی ایک لمحہ بھر ہی ہو۔

(۳) جہت کا علم جس بناء پر ترکہ منتقل ہوتا ہے۔

جہت کی اقسام

جہت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) نکاح (۲) وَلاَ (۳) نسب

نکاح : اس کا لغوی معنی ضم اور جمع ہے۔ شرع میں عقدِ زوجیت کا نام نکاح ہے۔ یہ ایک ایسا سبب ہے کہ خاوند بیوی کو ایک دوسرے کے وارث ہونے کا سبب بنا دیتا ہے۔ وطی اور خلوتِ صیحہ حاصل نہ بھی ہو۔

مطلقہ : مطلقہ وہ عورت ہے جس کو طلاقِ رجعی دی گئی ہے۔ عدت کے اندر خاوند وفات پا گیا ہے اس صورت میں مطلقہ عورت وارث ہوگی۔

طلاق بائنہ : طلاقِ بائنہ ہو تو مطلقہ عورت وارث نہیں ہوگی۔ جب کہ طلاق بحالتِ صحت دی گئی ہے۔ اگر مرض موت کی حالت میں طلاق دی گئی ہے اور طلاق کی وجہ عورت کو ورثہ سے محروم کرنا نہیں تو اس صورتیں عورت وارث نہیں ہوگی البتہ اگر ایسے مریض کے بارہ میں غالب گمان ہو کہ اس کے طلاق دینے کا مقصد نہ صِرف عورت کو ترکہ سے محروم کرنا ہے تو عورت عدت میں ہو یا عدت گزار چکی ہو وہ وارث ہوگی جب کہ اس نے نکاح نہ کیا ہو یا مُرتد نہ ہو گئی ہو۔

وَلاَ : وَلاَ کا لغوی معنی ملک ہے۔ اس کا اطلاق نصرت۔ قرابت پر بھی ہوتا ہے۔ وَلاَ سے وہ تعلق

مراد ہے جو آزاد کرنے سے آقا اور اس کے غلام کے درمیان پیدا ہوتا ہے۔ وَلاَ ایک ایسا سبب ہے کہ اس کی وجہ سے جب نسبی کوئی وارث نہ ہو تو آقا اور اس کا آزاد کردہ غلام ایک دوسرے کے عصبہ کی حیثیت سے وارث ہوتے ہیں۔

۲۔ **نسب**:۔ نسب کا لغوی معنی قرابت ہے۔ مُراد اس سے قریب اور بعید کے تمام وہ رشتہ دار ہیں جن کا تعلق ولادت سے ہے۔ اس سبب کی بناء پر ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کا وارث بنتا ہے۔ ورثاء تین قسم پر ہیں۔

(۱) عصبہ (۲) اصحاب الفروض (۳) ذوی الارحام

(۱) **عصبہ**:۔ عصبہ کا لفظ عین اور صاد مفتوح کے ساتھ ہے۔ عصبہ کا لغوی معنی مضبوطی ہے۔ مراد اس سے وہ وارث ہیں جو اصحاب الفروض سے بچا ہوا ترکہ لیں یا تمام ترکہ کے وارث ہوں جبکہ اصحاب الفروض میں سے کوئی نہ ہو۔ عصبہ کا اطلاق واحد، جمع، مذکر، مؤنث سب پر یکساں ہوتا ہے۔

(۲) **اصحاب الفروض**۔ فروض جمع ہے واحد فرض ہے۔ لفظ فرض کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے۔ علم فرائض کی اصطلاح میں مقرر اور محدود حصہ ہے۔ اصحاب الفروض سے مُراد وہ وارث ہیں جن کے حصے مقرر ہیں۔

(۳) **ذوی الارحام**۔ ذوی، ذو کی جمع ہے اس کا معنی صاحب ہے۔ ارحام رحم کی جمع ہے اس کا معنی رشتہ داری ہے۔ علم الفرائض کی اصطلاح میں ذوی الارحام سے مُراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ عصبہ ہیں اور نہ وہ اصحاب الفروض ہیں۔

(۴) **مَولی الموالات**۔ مولیٰ کا معنی مالک ۔ مولاۃ کا معنی دوستی۔ علم الفرائض کی اصطلاح میں مولی الموالات وہ شخص مجہول النسب ہے جو کسی کو کہہ دے کہ تو میرا مولیٰ ہے یا کسی کو اپنا متبنّیٰ بنا لے۔

(۵) **مُقر لہ بالنسب علی الغیر** وہ مجہول النسب شخص ہے جس کو زندگی میں کہا گیا ہو کہ تو میرا بھائی، بھتیجا یا چچا ہے۔

(۶) **الموصیٰ لہ لجمیع المال** وہ شخص ہے جس کے حق میں تمام جائداد کی وصیت کی گئی ہو۔

(۷) **بیتُ المال** حکومت کا خزانہ ہے۔

عینی :۔ میت کے وہ بھائی بہن ہیں کہ ان کا باپ اور ماں ایک ہوں
علاتی :۔ میت کے وہ بھائی بہن ہیں کہ ان کا باپ ایک ماں جدا جدا ہو
اخیافی :۔ میت کے وہ بھائی بہن ہیں کہ ان کی ماں ایک باپ جدا جدا ہو
جد صحیح :۔ وہ مرد ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو مثلاً دادا۔ پڑدادا وغیرہ
جد فاسد :۔ وہ مرد ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ ہو مثلاً نانا اور دادی کا باپ وغیرہ
جدہ صحیحہ :۔ وہ عورت ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان جد فاسد کا واسطہ نہ ہو مثلاً نانی۔ دادی وغیرہ
جدہ فاسدہ :۔ وہ عورت ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان جد فاسد کا واسطہ ہو مثلاً نانا کی ماں وغیرہ

عصبہ کا بیان

عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

عصبہ نسبی :۔ اس کی تین قسمیں ہیں (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ :۔ میت کا وہ مرد رشتہ دار ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم :۔ میت کی ابنائی جانب یعنی بیٹا وہ نہ ہو تو پوتا وہ نہ ہو تو پڑپوتا علی الترتیب نیچے تک

نوٹ :۔ پوتے پڑپوتے وغیرہ نیچے تک خواہ ایک کی اولاد ہوں یا ایک سے زیادہ کی ترکہ ان کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوگا شرط یہ ہے کہ وہ ایک درجہ میں ہوں

دوسری قسم :۔ میت کی آبائی جانب یعنی باپ وہ نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو پڑدادا علی الترتیب اوپر تک

تیسری قسم :۔ میت کے باپ کی ابنائی جانب یعنی میت کا بھائی وہ نہ ہو تو اس کی اولاد نرینہ نیچے تک

چوتھی قسم :۔ میت کے باپ کی آبائی جانب یعنی میت کا چچا۔ تایا وہ نہ ہو تو ان کی نرینہ اولاد نیچے تک۔ وہ نہ ہو تو دادا کی آبائی جانب یعنی میت کے دادا کا بھائی اور اس کی نرینہ اولاد نیچے تک

ترتیب عصبہ بنفسہ پہلے میت کی جزء یعنی اس کا بیٹا۔ بیٹا نہ ہو تو پوتا۔ پوتا نہ ہو تو پڑپوتا نیچے تک

علی الترتیب بحیثیت عصبہ وارث ہوگا

جزءِ میت میں سے کوئی نہ ہو تو اصل میت باپ وہ نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو پڑدادا اُوپر تک علی الترتیب بحیثیت عصبہ وارث ہوگا اگر ان میں سے کوئی نہیں تو باپ کی جزء یعنی میت کا بھائی وہ نہ ہو تو اس کی اولاد نیچے تک بحیثیت عصبہ وارث ہوگی اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو دادا کی جزء یعنی میت کے باپ کا بھائی وہ نہ ہو تو اس کی اولاد علی الترتیب نیچے تک بحیثیت عصبہ وارث ہوگی۔

نوٹ (۱) عصبہ کی دوسری تیسری چوتھی قسم میں سے جب کوئی مرد عصبہ ہوکر وارث ہو تو اس کی بہن عصبہ ہوکر وارث نہیں ہوگی اس لیے کہ اس کا شمار ذوی الارحام میں ہے۔ البتہ تیسری قسم میں صرف میت کی عینی یا علاتی بہن اپنے اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوکر وارث ہوگی۔ اور اس سے نیچے کوئی بہن اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ نہیں ہوگی۔

نوٹ ۲ اگر کئی عصبہ میت کی ایک ہی جانب کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں تو پھر رشتہ میں اقرب کو مقدم رکھا جائے گا۔ مثلاً باپ اور دادا کی موجودگی میں باپ بصورت عصبہ وارث ہوگا۔ دادا بصورت عصبہ وارث نہیں ہوگا۔ بیٹا اور پوتا ہر دو کی موجودگی میں بیٹا بصورت عصبہ وارث ہوگا پوتا بصورت عصبہ وارث نہیں ہوگا وجہ ظاہر ہے کہ پوتے کی نسبت بیٹا میت کے زیادہ قریب ہے۔

دادا
(۲)
اصل میت
باپ
جزء الجد میت کے باپ کا بھائی
جزء الاب میت کا بھائی
میت
بیٹا
بیٹا
جزء میت
بیٹا
پوتا (۳)
پوتا (۴)
(۱)
پوتا
پڑپوتا نیچے تک
پڑپوتا نیچے تک
پڑپوتا نیچے تک

نوٹ ۲ اگر کئی عصبہ قرب میں برابر ہوں تو پھر رشتہ میں قوت کا لحاظ کیا جائے گا مثلاً عینی اور علاتی بھائی ہر دو کی موجودگی میں عینی بھائی بصورت عصبہ وارث ہوگا علاتی بھائی بصورت عصبہ وارث نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ علاتی بھائی کی نسبت عینی بھائی کے رشتہ میں قوت زیادہ ہے۔

عصبہ بالغیر

میت کی وہ رشتہ دار عورت ہے جس کو غیر عصبہ بنا دیتا ہے مثلاً میت کی بیٹی اور میت کی بہن اپنے اپنے بھائیوں کے سبب عصبہ بن جاتی ہیں۔ اسی طرح پوتی پڑوتی نیچے تک اپنے اپنے بھائیوں کے باعث عصبہ بن جاتی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ اس پوتی پڑوتی نے ذی فرض ہو کر ترکہ نہ لیا ہو۔

عصبہ مع الغیر

عصبہ مع الغیر اس ذی فرض عورت کا نام ہے جو دوسری ذی فرض عورت کی معیت میں عصبہ کا حکم رکھتی ہے مثلاً بیٹی یا پوتی کے ساتھ عینی یا علاتی بہن ہو تو وہ عصبہ مع الغیر ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ عصبہ بالغیر نہ ہو۔

عصبہ سببی

عصبہ سببی :۔ وہ عصبہ ہے جو کسی سبب کی بنا پر عصبہ ہو۔ مثلاً غلام آزاد ہو کر مر گیا۔ اس کا نسبی وارث کوئی نہیں۔ اس صورت میں آزاد کنندہ خواہ مرد ہو یا عورت بصورت عصبہ اس کا وارث ہوگا۔ اگر آزاد کنندہ نہ ہو تو آزاد کنندہ کا عصبہ بنفسہ ترتیب وار وارث ہوگا عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر یعنی عورت وارث نہیں ہوگی۔

مسئلہ قضاۃ

نسبی اور سببی عصبہ ہر دو کی موجودگی میں نسبی عصبہ وارث ہوگا، سببی وارث نہیں ہوگا اس لئے کہ نسبی تعلق سببی سے قوی ہے مثلاً بیٹے اور بیٹی نے اپنے باپ کو خریدا جو غلام تھا۔ وہ آزاد ہوا۔ ولاء کا تعلق بیٹے اور بیٹی دونوں سے ہے پھر باپ نے غلام خرید کر آزاد کر دیا پہلے آزاد کنندہ مرگیا پھر آزاد کردہ مرگیا اس کا نسبی کوئی وارث نہیں۔ اس ولاء کا تعلق کس سے ہے۔ اس صورت میں ولا کا تعلق بیٹے سے ہوگا، بیٹی سے نہیں ہوگا اس لیے کہ بیٹا عصبہ بنفسہ ہے اور بیٹی عصبہ بالغیر ہے جو عصبہ سببی ہے عصبہ نسبی نہیں ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں چار سو قضاۃ نے خطا کی ہے اس لیے اس مسئلہ کا نام مسئلہ قضاۃ مشہور ہوگیا ہے۔

ترتیب تقسیم ترکہ

سب سے پہلے ترکہ میں سے میت کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ ترکہ بچے تو اس کا قرض ادا کیا جائے اس کے بعد بقیہ ترکہ کی تہائی سے اس کی وصیت کو پورا کیا جائے۔ وصیت کے بعد ترکہ بچے تو اس کو ورثاء میں کتاب و سنت اور اجماع کی روشنی میں تقسیم کیا جائے اس کی صورت یہ ہے۔ کہ کہ اصحاب الفروض ورثاء کو پہلے دیا جائے۔ اگر ترکہ بچے تو بچا ہوا ترکہ یا اصحاب الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو کل ترکہ عصبہ کو دیا جائے اگر عصبہ میں سے کوئی نہ ہو۔ تو اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد جو ترکہ بچا ہے وہ انہی اصحاب الفروض پر ان کے حصص کے مطابق خاوند یا بیوی کو چھوڑ کر لوٹا دیا جائے اگر عصبہ اور اصحاب الفروض میں سے کوئی وارث نہ ہو تو ترکہ ذوی الارحام کو دیا جائے تقسیم کی صورت اور ذوی الارحام کی تفصیل آخر میں بیان کی گئی ہے۔ ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو مولی الموالات وارث ہوگا وہ نہ ہو تو مقر لہ بالنسب علی الغیر وارث ہوگا جب مقر (اقرار کنندہ) وفات تک اپنے اقرار پر ثابت رہا ہو وہ نہ ہو تو ترکہ بیت المال میں جمع کروا دیا جائے۔

اسمائے حصص

عربی	نصف	مربع	ثمن	ثلثان	ثلث	سدس
اردو	آدھا	چوتھائی	آٹھواں	دو تہائی	تہائی	چھٹا
ہندسے	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{6}$

ورثاء کی اقسام

ورثاء کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عصبہ (۲) اصحاب الفروض (۳) ذوی الارحام

عصبہ کی تعریف اور اس کی انواع کا بیان ہو چکا ہے۔ اصحاب الفروض کی تعریف اور ان کے حصص کی تفصیل کی جاتی ہے۔

فروض کا لفظ جمع ہے اس کا واحد فرض ہے۔ فرض کا معنیٰ حصہ ہے اصحاب الفروض سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے قرآن و حدیث اور اجماع کی رو سے مقرر ہیں۔ ان کی کل تعداد بارہ ہے ان میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد (۱) باپ (۲) دادا (۳) اخیافی بھائی (۴) خاوند

عورتیں (۱) زوجہ (۲) بیٹی (۳) پوتی (۴) عینی بہن (۵) علاتی بہن (۶) اخیافی بہن (۷) ماں (۸) دادی۔ نانی ۔ مادر مادر ، مادر پدر

حصص کا بیان

باپ

اس کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا چھٹا حصہ ہے جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا پڑپوتا نیچے تک کوئی موجود ہو

(۲) وہ عصبہ ہے جب کہ میت کی اولاد نہ ہو

(۳) وہ ذی فرض بھی ہے اور عصبہ بھی ہے۔ جب کہ میت کی وارث بیٹی یا پوتی پڑپوتی نیچے تک کوئی موجود ہو

دادا

دادا کی بھی تین حالتیں ہیں۔

(۱) باپ ہو تو دادا محروم ہے۔ باپ نہ ہو تو دادا باپ کے قائم مقام ہے البتہ تین مسائل میں باپ اور دادا میں فرق ہے۔

(۱) باپ ہو تو دادی محروم ہے دادا ہو تو دادی محروم نہیں۔

(۲) وارث ماں۔ باپ۔ بیوی یا ماں باپ خاوند ہو ہر دو صورتوں میں بیوی یا خاوند کو ان کا

حصہ دے کر باقی ترکہ کی تہائی حصہ ماں کے لیے ہے اور باقی باپ کے لیے ہے اگر باپ کی جگہ دادا ہو۔ تو ماں کے لیے کل ترکہ کی تہائی ہے امام ابو یوسفؒ باپ اور دادا میں فرق نہیں کرتے۔

(۳) باپ ہو تو عینی۔ علاتی۔ اخیافی بہن بھائی سب محروم ہیں۔ اگر باپ کی جگہ دادا ہو۔ تو اخیافی بہن بھائی تو محروم ہیں۔ عینی اور علاتی کے متعلق اختلاف ہے اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ وارث ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ وارث[1] نہیں ہیں۔

اخیافی بھائی

اس کی تین حالتیں ہیں

(۱) اس کے لیے چھٹا حصہ ہے جبکہ وہ ایک ہو

(۲) ان کے لیے تہائی حصہ ہے جبکہ وہ ایک سے زیادہ ہوں

(۳) یہ محروم ہے۔ جبکہ میت کی اولاد باپ دادا یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہو

خاوند

اس کی دو حالتیں ہیں

(۱) اس کا نصف حصہ ہے جبکہ بیوی کی اولاد نہ ہو

(۲) اس کا چوتھائی حصہ ہے جبکہ بیوی کی اولاد ہو

نوٹ (۱) اولاد موجودہ خاوند سے ہو یا پہلے کسی خاوند سے ہو

نوٹ (۲) اولاد سے مراد ذوی الارحام نواسے نواسیاں نہیں ہیں۔ بلکہ وارث اولاد ہے

اصحاب الفروض عورتیں آٹھ ہیں

---

[1] دادا کے ساتھ بھائی بہن ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ۔ ابن عباسؓ و دیگر کئی ایک صحابہ کا قول ہے کہ دادا کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں۔ خلفاء ثلاثہ اور اکثر صحابہ اور تابعینؒ کا قول ہے کہ دادا کی موجودگی میں عینی اور علاتی بھائی بہن محروم نہیں۔

(۱) بیوی

اس کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا چوتھائی حصّہ ہے۔ جبکہ خاوند کی اولاد نہ ہو

(۲) اس کا آٹھواں حصّہ ہے۔ جبکہ خاوند کی اولاد ہو

نوٹ (۱) یہ اولاد خواہ کسی بیوی کی ہو

نوٹ ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو چوتھائی یا آٹھواں حصّہ ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔

(۲) بیٹی

اس کی تین حالتیں ہیں

(۱) اس کا نصف حصّہ ہے جبکہ وہ ایک ہو

(۲) ان کے لیے دو تہائی حصّہ ہے جبکہ وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں

(۳) وہ عصبہ ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ بیٹا ہو ترکہ ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے اصول پر تقسیم ہوگا یعنی بیٹے کو دو بیٹیوں کے حصّے کے برابر حصہ ملے گا۔

(۳) پوتی

پوتی مذکورہ تین حالتوں میں بیٹی کے قائم مقام ہے مزید اس کی تین حالتیں ہیں

(۱) پوتی کے لیے چھٹا حصّہ ہے جبکہ میت کی ایک بیٹی بھی ہو اس صورت میں بیٹی کا نصف حصّہ ہے

(۲) پوتی محروم ہے جبکہ میت کا بیٹا ہو یا میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں

(۳) پوتی عصبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ پوتا یا اس کے نیچے درجہ میں کوئی پڑپوتا ہو شرط یہ ہے کہ اس پوتی کو ذی فرض ہونے کی حیثیت سے کچھ نہ ملا ہو

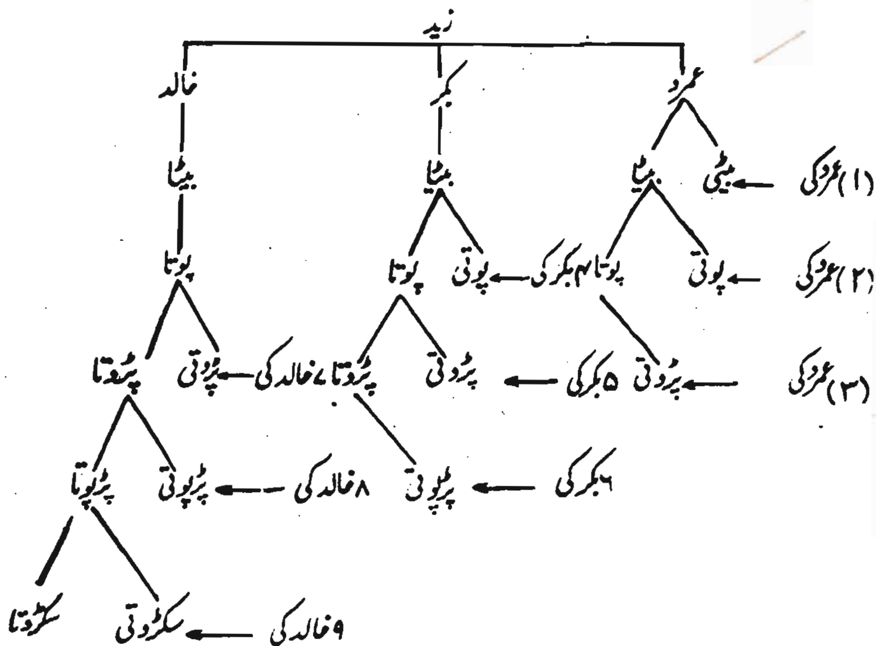
مسئلہ تشبیب

تشبیب کا معنی روشن کرنا ہے۔ اس مسئلہ سے پوتیوں کے مسئلہ کی وضاحت ہوجاتی ہے

اس لیے اس مسئلہ کا نام مسئلہ تشبیب ہے۔

زید کے تین لڑکے عمرو۔ بکر۔ خالد ہیں زید مر گیا اس کی وارث نو لڑکیاں ہیں۔ تین عمرو کی تین بکر کی اور تین خالد کی۔ لیکن یہ لڑکیاں ایک درجہ میں نہیں یعنی عمرو کی ایک بیٹی دوسری پوتی تیسری پڑپوتی ہے۔ بکر کی ایک پوتی دوسری پڑپوتی تیسری پڑپوتی ہے خالد کی ایک پڑپوتی دوسری پڑپوتی تیسری سکڑپوتی ہے۔

نقشہ تشبیب



عمرو کی بیٹی کے درجہ میں بکر اور خالد کی کوئی بیٹی نہیں۔ اس لیے زید کے ترکہ میں سے عمرو کی بیٹی کو نصف حصہ ملے گا۔

عمرو کی پوتی کے درجہ میں صرف بکر کی پوتی ہے ہر دو پوتیوں کو چھٹا ملے گا۔ باقی چھ محروم ہوں گی۔
اگر ان چھ لڑکیوں میں سے کسی کے درجہ میں یا اس سے نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا زندہ ہو تو وہ اپنے درجے اور اپنے سے اوپر والی لڑکیوں کو عصبہ بالغیر بنا دے گا بقایا ترکہ ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین

کے اصول پر تقسیم ہوگا۔

مثلاً بکر کا پڑپوتا زندہ ہوتا تو چھ میں سے تین لڑکیاں ایک بکر کی پڑپوتی دوسری عمرو کی پڑپوتی اور خالد کی پڑپوتی عصبہ بالغیر بن جاتیں۔

اگر خالد کا پڑپوتا زندہ ہوتا تو خالد کی پڑپوتی۔ بکر کی پڑپوتی اس لیے کہ یہ دونوں خالد کے پڑپوتے کے درجہ میں ہیں اور تینوں مذکورہ بھی عصبہ بن جاتیں اس لیے کہ وہ تینوں خالد کے اوپر درجہ میں ہیں۔ البتہ خالد کی سکڑپوتی محروم ہوگی اس لیے کہ وہ خالد کے پڑپوتے کے نیچے درجہ میں ہے شرط یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے ذی فرض ہوکر حصہ نہ لیا ہو مثلاً عمرو کی اور زید کی پوتی نے اصحاب الفروض ہوکر چھٹا حصہ لیا ہے وہ عصبہ بالغیر نہیں بنیں گی۔

(۴) عینی بہن

عینی بہن وارث ہوگی۔ جبکہ میت کی اولاد نہ ہو اور نہ ہی باپ دادا[1] میں سے کوئی ہو۔ علاوہ ازیں عینی بہن کی چار حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا نصف حصہ ہے جبکہ وہ ایک ہو۔

(۲) ان کا دو تہائی حصہ ہے۔ جبکہ وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں

(۳) وہ عصبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کا عینی بھائی ہو یا میت کی صرف بیٹی۔ بیٹیاں۔ پوتی پوتیاں موجود ہوں۔

(۴) وہ محروم ہے جبکہ بیٹا۔ پوتا۔ باپ یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہو اگر باپ کی بجائے دادا ہے۔ تو حضرت زید بن ثابت کے نزدیک عینی بھائی بہن وارث ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک محروم ہیں۔

(۵) علاتی بہن

علاتی بہن مذکورہ حالتوں میں عینی بہن کے قائم مقام ہے۔ علاوہ ازیں علاتی بہن کی مزید

---

[1] دادا کی موجودگی میں بہن محروم ہے یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ بیٹا پوتا باپ یا ان میں سے کسی ایک کی موجودگی میں بہن محروم ہوگی دادا کی موجودگی میں محروم نہیں ہوگی۔

تین حالتیں ہیں۔

(۱) اس کے لیے چھٹا حصہ ہے جبکہ اس کے ساتھ ایک عینی بہن ہو۔

(۲) علاتی بہن عصبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ علاتی بھائی ہو یا اس کے ساتھ میت کی بیٹی بیٹیاں پوتی۔ پوتیاں ہوں۔

(۳) علاتی بہن محروم ہے جبکہ میت کا باپ۔ بیٹا۔ پڑوتا نیچے تک کوئی موجود ہو اس کے ساتھ دادا ہو تو وہی اختلاف ہے جو عینی بہن کی حالت میں بیان ہو چکا ہے۔

(۶) اخیافی بہن

اس کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) اگر اکیلی ہے۔ تو اس کو ترکہ سے چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زیادہ ہیں خواہ بہنیں ہیں یا ان کے ساتھ بھائی ہیں تو ان سب کو ترکہ کی ایک تہائی ملے گی

(۳) میت کی اولاد ہو یا پوتے پوتیاں نیچے تک یا باپ دادا موجود ہو تو اخیافی بہن بھائی محروم ہیں

(۷) ماں

اس کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا چھٹا حصہ ہے جبکہ میت کی اولاد ہو۔ یا میت کے ایک سے زیادہ عینی یا علاتی یا اخیافی یا مخلوط بھائی بہن ہوں

(۲) ماں کا باقی ترکہ کی تہائی ہے جب کہ وارث ماں باپ خاوند یا بیوی ہوں اس صورت میں خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ترکہ کی تہائی حصہ ماں کا ہے اور باقی باپ کا۔

اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو ماں کا حصہ تمام ترکہ کی تہائی ہے۔ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے باپ ہو یا دادا ماں کے لیے باقی ترکہ کی تہائی حصہ ہے۔

(۸) نانی دادی

(۱) جدہ صحیحہ نانی ہو یا دادی اس کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے ایک ہو تو وہ اکیلی چھٹے حصہ کی وارث ہے۔ اگر زیادہ ہوں خواہ باپ کی طرف سے ہوں یا ایک ماں کی طرف سے اور ایک یا زیادہ باپ کی طرف سے تو یہی چھٹا حصہ ان کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوگا۔ جب کہ وہ درجہ میں برابر ہوں۔

(۲) درجہ میں برابر نہ ہوں تو دور والی محروم ہوگی مثلاً دادی کی موجودگی میں پڑدادی اور پڑنانی محروم ہوگی اس طرح نانی کی موجودگی میں پڑنانی۔ پڑدادی دونوں محروم ہوں گی۔

(۳) ماں ہو تو نہ نانی وارث ہوگی نہ دادی

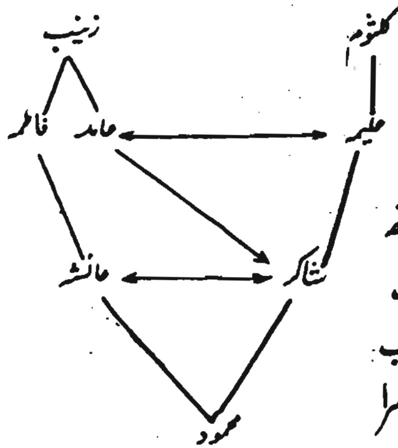
نوٹ۔ باپ کی موجودگی میں دادی پڑدادی وارث نہیں ہوگی۔ البتہ نانی باپ کی موجودگی میں وارث ہوگی۔ اس لیے کہ نانی کا رشتہ میت کے باپ کے واسطہ سے نہیں۔ حضرت عمرؓ۔ عبداللہؓ بن مسعودؓ ابو موسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے کہ دادی بھی باپ کی موجودگی میں وارث ہے مگر یہ مذہب کمزور ہے ایک تو اصول مذکورہ کے خلاف ہے دوسری بات یہ ہے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور زیدؓ بن ثابت کا مذہب ہے کہ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں۔ اسی طرح دادے کی موجودگی میں پڑدادی سکڑدادی وارث نہیں ہوگی البتہ دادی اور دادی کی ماں اوپر تک وارث ہوں گی۔ اس لیے کہ دادی دادے کی بیوی ہے دادی کا رشتہ میت کے ساتھ دادے کے واسطہ سے نہیں۔ بلکہ باپ کے واسطہ سے ہے۔

زیادہ قرابت والی جدہ

جدہ جب ایک سے زیادہ ہوں ایک جدہ کا میت سے ایک رشتہ ہو اور دوسری کے دو یا زیادہ رشتے ہوں۔ اس صورت میں جو ان کو چھٹا حصہ ملے گا اس کی تقسیم میں ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ چھٹا حصہ ابدان پر تقسیم ہوگا یعنی جتنے افراد ہیں اتنے حصے ہوں گے امام محمدؒ اور امام محمدؒ وغیرہم کا قول ہے کہ چھٹا حصہ جہات پر تقسیم ہوگا یعنی جتنے رشتے ہوں گے اتنے حصے ہوں گے

جس کے دو یا تین رشتے ہونگے اس کو اتنے حصے جس کا ایک رشتہ ہوگا اس کو یک حصہ ملے گا۔

نقشہ دو قرابت والی جدہ



نقشہ سے ظاہر ہے کہ زینب کا محمود کے ساتھ دوہرا رشتہ ہے ایک رشتہ یہ ہے کہ وہ زینب کی نواسی کا بیٹا ہے دوسرا رشتہ یہ ہے کہ وہ زینب کے پوتے کا بیٹا ہے۔ لیکن کلثوم کا محمود کے ساتھ ایک رشتہ ہے کہ وہ صرف کلثوم کے نواسے کا بیٹا ہے

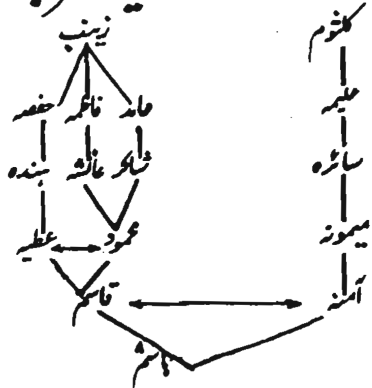
امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چھٹا حصہ کلثوم اور زینب کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوگا

امام احمدؒ اور امام محمدؒ جہات کا اعتبار کرتے ہیں ان کے نزدیک چھٹے حصے میں سے دو حصے زینب کے لیے ہیں اور ایک حصہ کلثوم کے لیے ہے۔

دو سے زیادہ قرابت والی جدہ

زینب کے ہاشم کے ساتھ تین رشتے ہیں ایک تو وہ زینب کے پوتے شاکر کا پڑ پوتا ہے دوسرے وہ زینب کی نواسی عائشہ کا پڑپوتا ہے تیسرے وہ زینب کی نواسی ہندہ کے نواسے کا بیٹا ہے

مگر کلثوم کا ہاشم کے ساتھ رشتہ صرف ایک ہے۔



کہ وہ کلثوم کی نواسی سائرہ کی نواسی آمنہ کا بیٹا ہے

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چھٹا حصہ ابدان کے اعتبار سے کلثوم اور زینب کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوگا امام احمدؒ وغیرہم ائمہؒ کے نزدیک چھٹے حصے کے چار حصے ہوں گے ایک حصہ کلثوم کا اور تین حصے زینب کے لیے ہیں

دو جدہ کی وراثت پر ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے

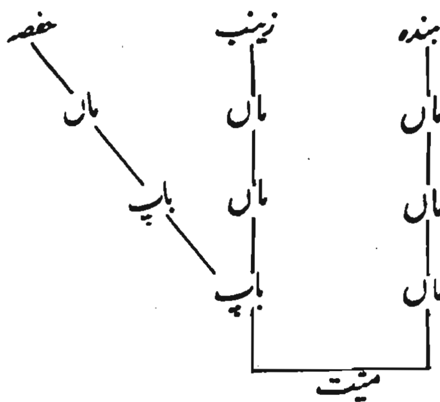
(۱) نانی پڑنانی اوپر تک

(۲) دادی پڑدادی اوپر تک

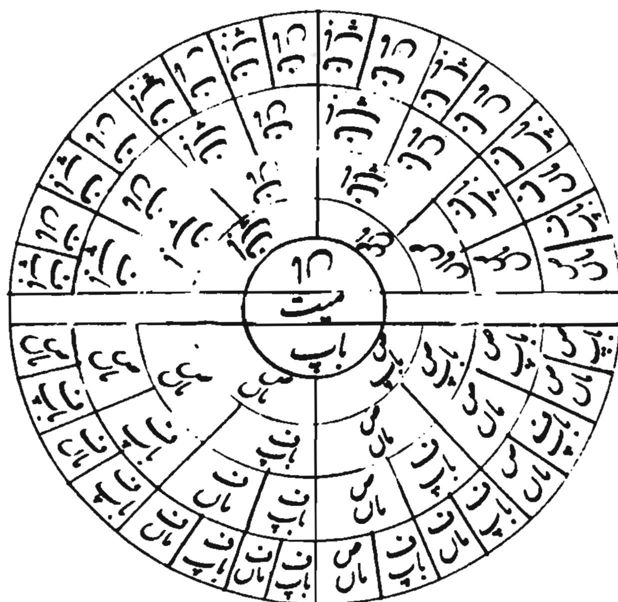
امام مالکؒ کا قول ہے کہ مذکورہ ہر دو جدہ کے سوا کوئی اور جدہ وارث نہیں ہے

امام احمدؒ تیسری جدہ یعنی دادا کی ماں اوپر تک کو بھی وارث شمار کرتے ہیں اور انہوں نے دادے کے باپ کی ماں اوپر تک کو ذوی الارحام میں شمار کیا ہے۔ اگر تین جدات جمع ہو جائیں تو چھٹا حصہ ان کے درمیان بحصہ برابر تقسیم کیا جائے گا جبکہ وہ ایک درجہ میں ہوں۔

نقشہ حسب ذیل ہے



ہندہ ماں کی پڑنانی ہے زینب باپ کی پڑنانی ہے حفصہ دادا کی نانی ہے تینوں جدات کا درجہ ایک ہے ترکہ کا چھٹا حصہ ان کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوگا



علامات

ص - اس سے مراد جد صحیح اور جدہ صحیحہ ہے۔

ف - اس سے مراد جد فاسد اور جدہ فاسدہ ہے۔

نقشہ اجداد وجدات

پشت	باپ کی طرف سے جدہ				ماں کی طرف سے جدہ			
	تعداد	فاسدہ	صحیحہ	تفصیل	تعداد	فاسدہ	صحیحہ	تفصیل
پانچویں	۸	۴	۴	پڑدادا کی دادی، پڑدادا کی نانی دادا کی ماں کی ماں دادی کی ماں کی ماں	۸	۷	۱	پڑنانی کی پڑنانی
چوتھی	۴	۱	۳	دادی کی نانی دادا کی نانی، پڑدادا کی ماں	۴	۳	۱	پڑنانی کی ماں
تیسری	۲	×	۲	دادی کی ماں دادے کی ماں	۲	۱	۱	پڑنانی
دوسری	۱	×	۱	دادی	۱	×	۱	نانی

نوٹ - امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ہر جدہ صحیحہ وراثت کی مستحق ہے۔

دو ناممکن مسئلے

احناف کے نزدیک پانچویں پشت میں جد اور جدہ کو وراثت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔

اور اسی طرح مفقود الخبر کی مدت انتظار تمام ہمعصروں کی موت کے وقوع کو ٹھہرایا گیا ہے مالاحناف کے بعض ائمہ نے ایک سو پندرہ برس اور بعض نے ایک سو پانچ برس اور بعض نے نوے برس کی مدت کا فتوی دیا ہے۔ اسی پر ان کا عمل ہے۔

ان ہر دو مسئلوں پر عمل ناممکن ہے بلکہ وہ اعجوبۂ روزگار ہیں۔ خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

مخارج الفروض

مخارج جمع ہے مخرج اس کا واحد ہے۔ مخرج سے وہ عدد مراد ہے۔ جس میں سے ورثاء کے حصے نکالے جاتے ہیں۔ شرعی حصص کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم

نصف اس کا مخرج دو ہے یعنی نصف حصہ نکالنا ہو تو دو مخرج ہے ربع (چوتھائی) اس کا مخرج چار ہے۔ اس سے چوتھائی ($\frac{1}{4}$) حصہ نکلتا ہے ثمن (آٹھواں) اس کا مخرج آٹھ ہے بس سے آٹھواں ($\frac{1}{8}$) حصہ نکلتا ہے۔

دوسری قسم

سدس (چھٹا) اس کا مخرج چھ ہے۔ اس سے چھٹا ($\frac{1}{6}$) حصہ نکلتا ہے ثلث (تہائی) اس کا مخرج تین ہے اس سے تہائی ($\frac{1}{3}$) حصہ نکلتا ہے ثلثان (دو تہائی) اس کا مخرج تین ہے اس سے دو تہائی ($\frac{2}{3}$) حصہ نکلتا ہے۔

پہلی قسم میں سے نصف دوسری قسم کے تمام یا بعض حصہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج چھ ہے
اگر ربع یعنی چوتھائی دوسری قسم کے تمام یا بعض حصہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج بارہ ہے
اگر ثمن یعنی آٹھواں دوسری قسم کے تمام یا بعض حصہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج چوبیس ہے۔
کل مخرج سات ہیں۔ ۲-۴-۸-۳-۶-۱۲-۲۴

عول

عول کا لغوی معنی تنگی ہے۔ بعض وقت ورثاء کے حصص مخرج سے بڑھ جاتے ہیں۔ مخرج تنگ ہو جاتا ہے۔ اس میں مناسب عدد کا اضافہ کر کے مخرج کو حصص کے برابر کرنے کا نام عول ہے۔ مثلاً وارث خاوند اور دو عینی بہنیں ہیں۔ خاوند کا نصف حصہ ہے دو عینی بہنوں کے لیے دو تہائی ہے مخرج چھ ہے اس میں سے نصف تین حصے خاوند کے لیے اور دو تہائی چار حصے دو عینی بہنوں کے لیے ہیں۔ کل سات حصے ہوئے مخرج چھ ہے جو حصص سے کم ہے اس میں ایک کا اضافہ کر کے مخرج کو حصص کے برابر کر دیا

رد

مخرج کے مطابق جو حصے کئے جاتے ہیں۔ اصحاب الفروض کو دینے کے بعد ان سے کچھ بچ جاتے ہیں۔ عصبہ کوئی نہیں ہوتا۔ بچے ہوئے حصے خاوند یا بیوی کو چھوڑ کر پھر انہی اصحاب الفروض پر ان کے حصص کے تناسب سے رد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً وارث بیوی۔ بیٹی۔ پوتی ہے بیوی کا آٹھواں۔ بیٹی کا نصف پوتی کا چھٹا حصہ ہے ان کا مخرج ۲۴ ہے بیوی کے تین حصے بیٹی کے بارہ حصے پوتی کے چار حصے کل ۱۹ حصے ہوئے باقی پانچ بچے جو بیوی کے سوا بیٹی اور پوتی کو ان کے حصص کے تناسب سے ان کو دے دیئے گئے ان کے حصص ۱۲ اور چار ہیں ایک تین کی نسبت ہے لہٰذا پانچ کے چار حصص کر کے بیٹی کو تین حصے اور پوتی کو ایک حصہ دے دیا۔

نسبت کا بیان

نسبت چار قسم کی ہے (۱) تماثل (۲) تداخل (۳) توافق (۴) تباین

کوئی سے دو عدد ہوں ان کے درمیان ان چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضرور ہوگی

تماثل ۔ اگر دو عدد مساوی ہیں ۔ تو ان کے درمیان نسبت تماثل ہے مثلاً ۲ اور ۲ ، ۳، ۳ اور ۳

تداخل ۔ اگر ایک عدد دوسرے عدد کو پورا تقسیم کرتا ہے ۔ تو وہ نسبت تداخل ہے ۔ مثلاً ۳ اور ۶ یا ۴ اور ۱۶

توافق ۔ اگر ایک عدد دوسرے عدد کو پورا تقسیم نہیں کرتا ۔ بلکہ تیسرا عدد ان کو پورا تقسیم کرتا ہے تو ان کے درمیان نسبت توافق ہے ۔ مثلاً ۶ اور ۸ ۔ ۹ اور ۱۲ کو دو اور تین علی الترتیب پورا پورا تقسیم کرتے ہیں ۔

تباین ۔ ہر دو عدد کے درمیان تماثل ۔ تداخل ۔ توافق کی نسبت نہیں ہے تو پھر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہے مثلاً ۲ اور ۵ یا ۷ اور ۹ ہے ۔

تصحیح کا بیان

بعض وقت ترکہ تقسیم کرتے وقت حصص میں کسر واقع ہو جاتی ہے ۔ اس کو رفع کرنے کے لیے مخرج یعنی اصل مسئلہ کو کسی مناسب عدد میں ضرب دینے کا نام تصحیح ہے ۔ تصحیح کی سات صورتیں ہیں ۔ تین کا تعلق حصص اور روس سے ہے اور چار کا تعلق رؤس کے باہمی ہے ۔

حصص اور رؤس کے درمیان تصحیح

اگر حصص کل فریق پر بلا کسر تقسیم ہو سکیں تو تصحیح کی ضرورت نہیں ۔

مثال بلا تصحیح

وارث باپ ماں دو بیٹیاں ہیں ۔ اس صورت میں باپ کا چھٹا ماں کا چھٹا دو بیٹیوں کا دو تہائی حصہ ہے ۔ مخرج چھ ہے حصص بھی چھ ہیں تصحیح کی ضرورت نہیں ۔

مسئلہ ۶

	باپ	ماں	دو بیٹیاں
	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$
حصص ۶	۱	۱	۴

تصحیح مسئلہ

ورثا میں سے کسی فریق پر کسر واقع ہوتی ہے حصص اور رؤس میں توافق کی نسبت ہے اس صورت میں رؤس کے عدد وفق کو مخرج یعنی اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے جو حاصل آئے وہ تصحیح مسئلہ ہے

مثال

وارث دس بیٹیاں ۔ ماں ۔ باپ ہیں بیٹیوں کے لیے دو تہائی چار حصے ماں کے لیے چھٹا یعنی ایک حصہ باپ کے لیے چھٹا ایک حصہ ہے مخرج ۶ ہے ۔

بیٹیوں کے رؤس دس اور ان کے حصص چار میں کسر واقع ہوئی ہے ہر دو میں توافق بالنصف کی نسبت ہے رؤس کا عدد وفق پانچ ہے اس کو اصل مسئلہ ۶ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل آئے جو مسئلہ کی تصحیح ہے۔

مسئلہ ۶ × ۵ ـ ۳۰ تصحیح مسئلہ ۳۰ حصص ۳۰

بیٹیاں ۱۰	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶
۴	۱	۱
۲۰	۵	۵

اگر مسئلہ عولی ہے تو عول سے ضرب دی جائے گی۔

مثال مسئلہ عول

وارث خاوند ۔ بیٹیاں چھ ۔ ماں ۔ باپ ہیں اس صورت میں خاوند کے لیے چوتھائی بیٹیوں کے لیے دو تہائی ماں کے لیے چھٹا باپ کے لیے چھٹا حصہ ہے اصل مسئلہ بارہ ہے اس میں سے تین حصے خاوند کے لیے آٹھ حصے بیٹیوں کے لیے دو حصہ ماں کے لیے اور دو حصہ باپ کے لیے کل پندرہ حصے ہوئے مخرج یعنی اصل مسئلہ ۱۲ ہے اس میں تین کا اضافہ کر کے اصل مسئلہ کو حصص کے برابر کر دیا۔

مسئلہ ۱۲ + ۳ = ۱۵ × ۳ = ۴۵

خاوند	بیٹیاں ۶	ماں	باپ
$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
۳	۸	۲	۲
۹	۲۴	۶	۶

بیٹیوں کے رؤس اور حصص کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے رؤس کا توافق بالنصف تین ہے اس کو تصیح مسئلہ ۱۵ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۴۵ مسئلہ کی تصیح ہے۔

تصیح مسئلہ	حصص
۴۵	۴۵

ورثاء کے کسی ایک فریق اور ان کے حصص کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے حاصل ضرب مسئلہ کی تصیح ہے۔

مثال نسبت تباین

وارث پانچ بیٹیاں۔ ماں۔ باپ ہیں۔

مسئلہ ۶ × ۵ = ۳۰

پانچ بیٹیاں	ماں	باپ
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
۴	۱	۱
۲۰	۵	۵

اس مسئلہ میں بیٹیوں کے عدد رؤس ۵ اور اصل مسئلہ ۶ میں نسبت تباین کی ہے لہٰذا عدد رؤس ۵ کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۰ مسئلہ کی تصیح ہے۔

مسئلہ کی تصیح	حصص
۳۰	۳۰

ورثاء کے ایک سے زیادہ فریق کے رؤس پر کسر واقع ہو۔ تو اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) ہر فریق کے عدد رؤس میں نسبت تماثل ہے تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہے

مثال

وارث تین بیٹیاں۔ تین جدہ۔ تین چچا ہیں۔

مسئلہ ۶ × ۳ = ۱۸

تین بیٹیاں	تین جدہ	تین چچا
$\frac{۲}{۳}$	$\frac{۱}{۶}$	باقی
۴	۱	۱
۱۲	۳	۳

بیٹیوں۔ جدہ اور چچا تینوں فریق کے رؤس میں نسبت تماثل ہے لہٰذا ایک فریق کے عدد رؤس تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۸ تصحیح مسئلہ ہے

تصحیح مسئلہ	حصص
۱۸	۱۸

اگر ہر فریق کے عدد رؤس میں تداخل کی نسبت ہے تو تصحیح مسئلہ کے لیے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے۔

مثال

وارث چار بیویاں۔ تین جدہ۔ بارہ چچا ہیں۔

مسئلہ ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴

بیویاں ۴	جدہ ۳	چچا ۱۲
$\frac{۱}{۴}$	$\frac{۱}{۶}$	باقی
$\frac{۳}{۳۶}$	$\frac{۲}{۲۴}$	$\frac{۷}{۸۴}$

اس مسئلہ میں ہر فریق کے رؤس اور حصص پر کسر واقع ہوئی ہے۔ لیکن ان کے رؤس میں تداخل کی

نسبت ہے بڑا عدد بارہ ہے اس لیے ۱۲ کو اصل مسئلہ ۱۲ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۴۴ مسئلہ کی تصحیح ہے

حصص	-	تصحیح مسئلہ
۱۴۴		۱۴۴

اگر فریق کے عدد رؤس میں توافق کی نسبت ہے تو عدد توافق کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی۔

مثال

وارث چار بیویاں۔ اٹھارہ بیٹیاں۔ پندرہ جدہ ۶ چچا ہیں۔

مسئلہ ۲۴ × ۱۸۰ تو ۴۳۲۰

بیویاں چار	بیٹیاں ۱۸	جدہ ۱۵	چچا ۶
$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	باقی
۳	۱۶	۴	۱
۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰

عدد رؤس ۴ و ۱۸ و ۱۵ و ۶ ہیں۔

چھ اور اٹھارہ میں تداخل کی نسبت ہے بڑا عدد ۱۸ لے لیا ۱۵ اور ۱۸ میں توافق بالثلث ہے پندرہ کا عدد توافق ۵ ہے اس کو ۱۸ میں ضرب دی۔ تو حاصل ضرب ۹۰ ہوئے ۹۰ اور ۴ میں توافق بالنصف کی نسبت ہے۔ ۹۰ کا توافق ۴۵ ہے اس کو چار میں ضرب دی حاصل ضرب ۱۸۰ ہوئے ۱۸۰ کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۴۳۲۰ ہے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

حصص	تصحیح مسئلہ
۴۳۲۰	۴۳۲۰

اگر ہر فریق کے عدد رؤس میں تباین کی نسبت ہو تو ہر فریق کے عدد رؤس کو دوسرے فریق کے عدد رؤس میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے حاصل ضرب ہی مسئلہ کی تصحیح ہے۔

مثال

وارث دو بیویاں پانچ بیٹیاں سات چچا ہیں

اس مسئلہ میں ہر فریق کے عددِ رؤس میں تباین کی نسبت ہے اس لیے ہر فریق کے عددِ رؤس کو دوسرے کے عددِ رؤس میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۷۰ کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۶۸۰ مسئلہ کی تصحیح ہے

۲۴×۷۰ ۱۶۸۰

بیویاں ۲	بیٹیاں ۵	چچا ۷	تصحیح مسئلہ	حصص
			۱۶۸۰	۱۶۸۰
۱/۸	۲/۳	باقی		
۳	۱۶	۵		
۲۱۰	۱۱۲۰	۳۵۰		

تصحیح اور ترکہ

تصحیح اور ترکہ میں تباین کی نسبت ہے تو تصحیح میں سے ہر وارث کے حصہ کو تمام ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کیا جائے حاصل قسمت ہر وارث کا حصہ ہے۔

مثال

وارث دو بیٹیاں۔ ماں باپ ہیں ترکہ سات روپے ہے تصحیح مسئلہ چھ ہے تصحیح اور ترکہ میں تباین کی نسبت ہے۔ تصحیح میں سے بیٹیوں کے لیے دو تہائی چار حصے ہیں ان کو سات میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۸ ہے اس کو تصحیح ۶ پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۴ ۴/۶ حصہ دو بیٹیوں کا ہے ماں کے حصہ اکو سات میں ضرب دے کر حاصل ضرب سات کو تصحیح چھ پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۱ ۱/۶ حصہ ماں کا ہے اسی قاعدہ کے مطابق ۱ ۱/۶ حصہ باپ کا ہے۔

تصحیح اور ترکہ میں توافق کی نسبت ہے تو وارث کے حصہ کو ترکہ کے عدد وفق میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح کے عدد وفق پر تقسیم کیا جائے حاصل قسمت وارث کا حصہ ہے

مثال

وارث دو بیٹیاں۔ ماں۔ باپ ہیں ترکہ آٹھ روپے ہے اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح چھ ہے

تصحیح اور ترکہ میں توافق بالنصف کی نسبت ہے ترکہ کا عدد وفق ۴ ہے دو بیٹیوں کا دو تہائی چار حصے ہیں ان کو ترکہ کے عدد وفق چار میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۶ ہوئے ان کو تصحیح کے عدد وفق تین پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت $\frac{16}{3}$ بیٹیوں کا حصہ ہوا اسی قاعدہ کے مطابق ماں کو $\frac{4}{3}$ اور باپ کو بھی $\frac{4}{3}$ حصہ ملا!

$\frac{16}{3} + \frac{4}{3} + \frac{4}{3} =$ ۸ روپے

تخارج

تخارج باب تفاعل کی مصدر ہے محاورہ ہے تخارج الشرکاء یعنی شرکاء نے آپس میں تقسیم کرلیا۔

علم وراثت کی اصطلاح میں باہمی مصالحت سے کسی وارث کا ترکہ میں سے کوئی معین شے لے کر اپنے حصہ سے دست بردار ہونا۔ اس کا نام تخارج ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تصحیح میں سے اس کا حصہ نکال دیا جائے باقی ترکہ کو دوسرے ورثاء پر ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

مثال (۱)

وارث خاوند۔ ماں اور چچا ہے۔ خاوند کا نصف ماں کا تہائی اور باقی چچا کا ہے مسئلہ کی تصحیح ۶ ہے ترکہ بھی ۶ روپے ہے۔ تصحیح میں سے خاوند کے تین حصے ماں کے دو حصے اور چچا کے لیے ایک حصہ ہے۔ خاوند کے حصہ کو تصحیح سے خارج کر دیا اور ترکہ کو ماں اور چچا پر ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیا ہے۔ یعنی ترکہ میں سے ماں کو دو حصے یعنی چار روپے اور چچا کو ایک حصہ یعنی دو روپے دیدیئے

تخارج سے پہلے تقسیم کی صورت

مسئلہ ۶ — ترکہ ۶ روپے

خاوند	ماں	چچا
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$	باقی
۳ روپے	۲ روپے	۱ روپے

تخارج سے بعد تقسیم کی صورت

مسئلہ ۳

خاوند	ماں	چچا
×	۲	۱
	۴ روپے	۲ روپے

نوٹ۔ خاوند کو ورثاء میں شامل کر کے مسئلہ کی جو تصحیح ہوتی ہے خاوند کو خارج کر کے بھی اسی تصحیح کا اعتبار ہوگا اس تصحیح میں سے ورثاء کو ملنے والے حصص کے مطابق ان پر ترکہ تقسیم ہوگا جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہے۔

مثال ۲

وارث بیوی اور چار بیٹے ہیں اس صورت میں بیوی کا آٹھواں حصہ باقی سات چار بیٹوں کے لیے ہیں۔

مسئلہ ۸

بیوی	چار بیٹے
۱/۸	باقی
۱	۷

چونکہ رؤس اور ان کے حصص کے درمیان نسبت تباین ہے۔ اس لیے رؤس کو اصل مسئلہ سے ضرب دی۔ حاصل ضرب ۳۲ تصحیح مسئلہ ہے اس میں سے بیوی کے لئے چار حصّے اور بیٹوں کے لئے ۲۸ حصّے ہیں۔ ایک بیٹا معین شے لے کر اپنے حصّہ سے دستبردار ہو گیا تو اب ماں کے لئے چار حصّے اور تین بیٹوں کے لئے اکیس حصّے کل پچیس حصّے ہوئے۔ اب ترکہ کے بتیس حصّے کی بجائے پچیس حصّے ہوں گے۔ ان میں سے چار ماں کے لئے اور سات سات حصّے ہر بیٹے کے لئے ہیں۔ تخارج سے پہلے بتیس میں سے چار حصّے ماں کے لئے تھے۔ اب پچیس میں سے چار ماں کے لئے اور ہر بیٹے کے لئے سات حصّے ہیں۔

موانع کا بیان

موانع جمع ہے اس کا مفرد مانع ہے اس کا لغوی معنٰی دو اشیاء کے درمیان حائل ہونا علم وراثت کی اصطلاح میں مانع وہ رکاوٹ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے وارث اپنے ملنے والے حصہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ موانع تین ہیں۔

(۱) غلامی (۲) قتل (۳) اختلاف دین

(۱) **غلامی** غلامی خاص ہو یا ناقص ہر شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت غلامی کے باعث نہ وہ کسی کا وارث ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہے جو مال اس کے پاس ہے وہ اس کے آقا کے لیئے ہے۔

غلامی ناقص اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ مکاتب۔ مدبر۔ ام الولد۔ موصی بعتق معلق عتق

(۱) **مکاتب** آقا نے اپنے غلام سے مکاتبہ کر لیا ہے کہ اتنا مال ادا کرنے پر تم آزاد ہو

(۲) **مدبر** آقا نے غلام کو کہا ہے کہ میری وفات کے بعد تم آزاد ہو۔

(۳) **ام الولد** وہ لونڈی ہے جس کے بطن سے آقا کا بچہ پیدا ہوا ہے۔

(۴) **موصی بعتق** آقا نے غلام کے لیے آزاد ہونے کی وصیت کی ہے۔

(۵) **معلق عتق بصفة** آقا نے غلام کو کہا ہے کہ فلاں صفت تم میں ہوئی تو تم آزاد ہو۔

(۲) **قتل** ۔ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوگا۔ جب کہ قتل ایسا ہو کہ اس سے قصاص واجب ہو جیسے قتل عمد ہے یا دیت لازم آتی ہو جیسے قتل خطاء، یا کفارہ دینا پڑتا ہو جیسے ایک شخص دو متحارب فوجوں کے درمیان کھڑا ہے حربی سمجھ کر اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔

(۳) **اختلاف دین** ۔ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

نوٹ ۔ دو مسئلے ہیں۔ کہ ان میں اختلاف دین مانع وراثت نہیں۔

۱ ۔ مسلمان آقا نے اپنے کافر غلام کو آزاد کر دیا۔ اس سے آقا اور غلام کے درمیان ولاء کا تعلق پیدا ہو گیا ہے اس ولاء کی بنا پر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے ۔ یہ حنابلہ کا مذہب ہے جو محل نظر ہے۔

(۲) تقسیم ترکہ سے پہلے ایک شخص مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔ ترغیب اسلام کی بنا پر اس کو وارث بنایا جائے گا۔

(۴) **اختلاف دارین** احناف کے نزدیک اختلاف دارین بھی مانع وراثت ہے خواہ وارث اور مورث ہر دو کافر ہوں یا دار الحرب کا باشندہ اسلام قبول کر کے دار الحرب میں وفات پا جائے تو دار السلام میں رہنے والے مسلمان اس کے وارث نہیں ہوں گے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اختلاف دارین مانع وراثت نہیں ہے۔

حجب کا بیان

حجب کا لغوی معنی رکاوٹ اور پردہ ہے۔ علم وراثت کی اصطلاح میں حجب سے مراد میت

کے ورثا، کا آپس میں ایک دوسرے کے لیے رکاوٹ بن کر ایک کا دوسرے کو وراثت سے محروم کرنا ہے یا حصہ میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ پہلی صورت جو محرومی کی ہے اس کا نام حجب حرمان ہے۔ اور جو کمی کی صورت ہے اس کا نام حجب نقصان ہے حجب نقصان صرف پانچ شخصوں کے لیے ہے۔ (۱) خاوند (۲) بیوی (۳) ماں (۴) پوتی (۵) علاتی بہن۔

حجب حرمان اس کی بنا دو قاعدوں پر ہے۔

(۱) جس شخص کا تعلق میت کے ساتھ کسی واسطے سے ہو اس واسطہ کی موجودگی میں وہ شخص وارث نہیں ہوگا۔ شرط یہ ہے کہ واسطہ عصبہ ہو یا دونوں کے وارث ہونے کا سبب ایک ہو۔ مثلاً میت کا بیٹا اور ایک پوتا ہے بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ پوتے کا میت سے تعلق بیٹے کے واسطہ سے ہے واسطہ موجود ہے پوتا وارث نہیں ہوگا۔

سبب ایک ہونے کی مثال میت کے ساتھ نانی کا تعلق ماں کے واسطے سے ہے ماں عصبہ نہیں ہے لیکن ماں اور نانی کے وارث ہونے کا سبب ایک امومت (ماں ہونا) ہے اس لیے ماں کی موجودگی میں نانی محروم ہوگی۔

نوٹ۔ اگر واسطہ عصبہ نہ ہو اور نہ ہی سبب ایک ہو تو ایسا واسطہ محرومی کا باعث نہیں ہوگا

قاعدہ ۲ الاقرب فالاقرب ہے یعنی جو میت کے رشتہ میں زیادہ قریب ہے وہ وارث ہوگا اور ابعد وارث نہیں ہوگا۔

خواہ ان کی وراثت کا سبب ایک ہو یا ایک نہ ہو

سبب ایک ہونے کی مثال بیٹا پوتے کی نسبت میت کے زیادہ قریب ہے ہر دو کا سبب ایک بنوۃ ہونا ہے اس لیے بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہوگا۔

سبب ایک نہ ہونے کی مثال وارث بیٹا اور بھائی ہیں بیٹے کا سبب بنوۃ (بیٹا ہونا) ہے اور بھائی کا سبب اخوۃ (بھائی ہونا) ہے بھائی کی نسبت بیٹا میت کے زیادہ قریب ہے بیٹا وارث ہوگا بھائی وارث نہیں ہوگا۔

نوٹ۔ جو شخص وراثت کا اہل نہیں مثلاً کافر، میت کا قاتل، میت کا غلام یہ حجب حرمان کا سبب

نہیں ہوگا۔ مثلاً بیٹا کافر ہے اس کی موجودگی میں پوتا یا اخیافی بہن بھائی محروم نہیں ہوں گے۔ اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے حاجب نقصان ہونے میں اختلاف ہے جمہور ائمہ کا مذہب ہے کہ وہ حاجب نقصان نہیں لیکن عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ وہ حاجب نقصان ہے مثلاً بیٹا کافر ہو تو ماں کا تہائی حصہ کی بجائے چھٹا حصہ ہوگا اور خاوند کا نصف کی بجائے چوتھا ہوگا مگر کافر بیٹا خود وارث نہیں ہوگا۔

مَقَاسَمَۃُ الجَدّ کا بیان

مقاسمۃ باب مفاعلہ کی مصدر ہے اس کا لغوی معنی "آپس میں تقسیم کرنا" ہے۔ علم وراثت کی اصطلاح میں دادا اور بھائی بہنوں کی باہمی تقسیم کو مقاسمۃ الجد کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اور دیگر بعض صحابہؓ فرماتے ہیں کہ دادا کی موجودگی میں عینی یا علاتی بہن بھائی محروم ہیں یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

حضرت زیدؓ بن ثابت اور بعض صحابہؓ کا مذہب ہے کہ دادا کی موجودگی میں عینی یا علاتی بہن بھائی وارث ہیں۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ۔ امام محمدؒ۔ امام ابویوسفؒ کا بھی یہی قول ہے۔

طریقہ تقسیم

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ دادا بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی شمار ہو کر حصہ لے گا یہ روایت مشہور نہیں مشہور روایت یہ ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ سے کم کسی صورت میں نہیں ملے گا۔

اگر پیش آمدہ مسئلہ میں اصحاب الفروض اور بھی ہوں مقررہ حصہ ان کو دینے کے بعد اگر صرف چھٹا حصہ بچے تو وہ دادا کو دیا جائے گا۔ بھائی بہن محروم ہوں گے

مثال

وارث خاوند۔ ماں۔ دادا اور عینی یا علاتی بھائی بہن ہیں۔ تو تقسیم کی صورت یہ ہے

مسئلہ ۶

خاوند	ماں	دادا	عینی یا علاتی بھائی
۱/۲	۱/۳	باقی	محروم
۳	۲	۱	

اگر اصحاب الفروض کو ان کے مقررہ حصے دینے کے بعد چھٹا حصہ سے کم بچے تو دادا کا چھٹا حصہ بطریق عول پورا کیا جائے گا۔ بھائی بہن محروم ہوں گے۔

مثال

وارث خاوند۔ بیٹی۔ ماں۔ دادا عینی یا علاتی بھائی بہن ہیں۔

مسئلہ ۱۲ + ۱ = ۱۳

خاوند	بیٹی	ماں	دادا	عینی یا علاتی بھائی بہن
۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۶	محروم
۳	۶	۲	۲	

مقاسمہ کی صورت اس وقت اختیار کی جائے گی اگر اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد ترکہ بچے شرط یہ ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ سے کم نہ ملے۔ اگر کم ملتا ہو تو پھر دادا کو چھٹا حصہ دے کر باقی ترکہ بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

حضرت زیدؓ بن ثابت کا موقف

(۱) اگر صرف دادا اور بھائی بہن وارث ہوں تو مقاسمہ اور تمام ترکہ کی تہائی ان دو صورتوں میں سے دادا کے لیے جونسی صورت بہتر ہو وہ اختیار کی جائے گی۔

مثال دادا اور ایک بھائی ہو تو اس صورت میں دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہے اس لیے کہ دادا کے لیے نصف حصہ ہے۔

وارث دادا اور تین بھائی ہوں تو پھر دادا کے لیے کل ترکہ کی تہائی بہتر ہے اس لیے کہ مقاسمہ میں دادا کو چوتھا حصہ ملتا ہے۔

(۲) دادا اور بھائی بہنوں کے ساتھ اصحاب الفروض بھی ہوں۔ اصحاب الفروض کو ان کا مقرر حصہ دینے کے بعد کچھ بچے اگر چھٹا حصہ سے زیادہ بچے تو ایسی حالت میں دادا کے لیے مقاسمہ باقی ترکہ کی تہائی۔ کل ترکہ کا چھٹا حصہ تینوں میں سے دادا کے لیے جو صورت بہتر ہو وہ اختیار کی جائے

مثال۔ وارث خاوند۔ دادا۔ بھائی ہیں۔ اس صورت میں مقاسمہ بہتر ہے اس لیے کہ دادا کو کل ترکہ کی چوتھائی حصہ ملتا ہے۔

مثال۲ وارث ماں۔ دادا۔ پانچ بہنیں ہوں تو اس صورت میں باقی کی تہائی دادا کے لیے بہتر ہے

وارث خاوند۔ ماں۔ دادا اور دو بھائی ہوں تو اس صورت میں دادا کے لیے کل ترکہ کا چھٹا حصہ بہتر ہے۔

(۳) دادا اور بھائیوں کے ساتھ اور کوئی اصحاب الفروض میں سے ہو تو اصحاب الفروض کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد چھٹا حصہ بچتا ہے تو اس صورت میں دادا کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ بھائی بہن محروم ہوں گے۔

اگر اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے سے ترکہ چھٹا حصہ سے کم بچے تو دادا کا حصہ عول کے طریق پر پورا کیا جائے گا۔ بہن بھائی محروم ہوں گے۔

مسئلہ اکدریہ

وارث خاوند۔ ماں۔ دادا عینی یا علاتی بہن۔ اس صورت میں خاوند۔ ماں کو ان کے حصے دے کر چھٹا حصہ بچتا ہے وہ دادا کے لیے ہے عینی یا علاتی بہن محروم ہے۔ مگر زید بن ثابت مسئلہ کی اس صورت میں وہ عینی یا علاتی بہن کو حصہ دیتے ہیں۔

مسئلہ ۶ ۹

خاوند	ماں	دادا	عینی یا علاتی بہن
۱/۲	۱/۳	۱/۶	۱/۲
۳	۲	۱	۳

تقسیم کی یہ صورت زیدؓ بن ثابت کے مذہب کے خلاف ہے ان کے مذہب پر بہن محروم رہنی چاہیئے تھی، مگر انہوں نے مسئلہ کی اس صورت میں بہن کو بھی حصہ دیا ہے۔ گویا کہ یہ مسئلہ حضرت زیدؓ پر مکدر ہوگیا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کا نام اکدریہ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس مسئلہ کا نام اکدریہ اس لیے ہے کہ سائل کا نام اکدر تھا۔

مناسخہ

باب مفاعلہ کی مصدر ہے مادہ نسخ ہے۔ اس کا معنی نقل اور تحویل ہے۔ علم وراثت کی اصطلاح میں تقسیم سے پہلے بعض حصص کا میراث بن جانے کا نام مناسخہ ہے۔ مثلاً فاطمہ وفات پاگئی۔ اس کے وارث خاوند زید بیٹی حلیمہ ماں عظمیٰ ہے۔ ترکہ تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ زید فوت ہوگیا۔ اس کے وارث ایک بیوی ماں۔ باپ ہیں۔ تقسیم ترکہ سے قبل بیٹی حلیمہ وفات پاگئی۔ اس کے وارث نانی عظمیٰ دو بیٹے ایک بیٹی ہے۔ ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ نانی مرگئی اس کے وارث خاوند اور دو بھائی ہیں۔ یہ چار بطن ہوئے ان میں تقسیم ترکہ کی صورت یہ ہے کہ میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔

میتِ اوّل

فاطمہ

۴ × ۴ ب ۱۶ × ۲ ب ۳۲ × ۴ ب ۱۲۸

خاوند زید	بیٹی حلیمہ	ماں عظمیٰ
۱ ۴	۹	۳

مسئلہ رد یہ ہے خاوند کے اقل مخرج ۴ سے مسئلہ بنا اس میں سے ایک حصہ خاوند کے لئے اور تین حصے بیٹی اور ماں کے لئے ہیں۔ بیٹی کا نصف تین حصے اور ماں کا چھٹا ایک حصہ ہے کل چار حصے ہوئے۔ ۳ اور ۴ میں تباین کی نسبت ہے اس لئے ۴ کو مخرج چار میں ضرب دی حاصل ضرب ۱۶ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔ خاوند کے لئے چار حصے باقی ۱۲ حصے بچے ان میں سے نو حصے بیٹی کے لئے اور تین حصے ماں کے لئے ہیں۔ پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔

میت ثانی

زید

مسئلہ ۴ × ۲ × ۴ تص ۳۲

باپ	ماں	بیوی
عمرو	ہندہ	مریم
۲	۱	۱
۴	۲	۲
۱۶	۸	۸

اِس صورت میں مخرج ۴ ہے بیوی کے لئے چوتھائی ایک حصہ ہے۔ باقی ۳ میں سے تہائی ایک حصہ ماں کے لئے باقی دو حصے باپ کے لئے ہیں۔ مخرج اور حصص میں تماثل کی نسبت ہے۔ ورثاء پر حصص پورے پورے تقسیم ہوگئے۔ کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

میّتِ ثالث

حلیمہ

مسئلہ ۶ مافی الید ۹ × ۲ تص ۱۸ × ۴ = ۷۲

نانی	بیٹا	بیٹا	بیٹی
عظمیٰ	سلمان	حسان	حفصہ
۱/۶	۵	باقی	
	۲	۲	۱
۳	۶	۶	۳
	۲۴	۲۴	۱۲

مسئلہ اور مافی الید میں نسبت توافق بالثلث کی ہے مسئلہ کے عدد توافق ۲ کو میت اول کے مسئلہ ۱۶ کو ضرب دی حاصل ضرب ۳۲ سے ہر دو مسئلوں کی تصحیح ہوئی مافی الید کے توافق بالثلث عدد تین کو ہر حصص سے ضرب دی تو بیٹی کے لئے ۳ ہر بیٹے کے لئے ۶-۶ نانی کے لئے ۳ حصے ہیں۔

میّت رابع

مسئلہ ۴ عظمیٰ مافی الید ۹ × ۴ تص ۳۶

بھائی		بھائی	خاوند
غبیب		حماد	عمرو
	۱		۱/۲
۱		۱	۲
۹		۹	۱۸

مخرج ۴ اور مافی الید میں نسبت تباین کی ہے۔ اس لئے مافی الید میں مخرج کو ضرب دی۔ تو حاصل ضرب ۳۶ سے تصحیح ہوئی۔ عمرو کو ۱۸ حصے حماد کو ۹ حصے نجیب کو ۹ حصے ملے۔

الاحیــــــــــاء

مریم	بندہ	عمرد	حفصہ	حسان	سلمان	عمرو	حماد	نجیب
۸	۸	۱۶	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

قاعدہ ۵ یہ ہے کہ میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور تصحیح میں سے اس کے ہر وارث کو اس کا حصہ دیا جائے۔ پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔ اس کی تین حالتوں میں سے ایک حالت ہوگی۔ تماثل یا توافق یا تباین۔

(۱) تصحیح اول میں سے تصحیح ثانی کی میت کو جو (مافی الید) ملا ہے۔ اس کے اور تصحیح ثانی کے درمیان تماثل کی نسبت ہے۔ مافی الید ورثاء پر پورا پورا ہو گیا ہے تو کسی ضرب کی ضرورت نہیں۔

(۲) اگر تصحیح اول سے تصحیح ثانی کی میت کو جو مافی الید ملا ہے وہ پورا پورا تقسیم نہیں ہوا۔ تو دیکھا جائے کہ تصحیح اول اور تصحیح ثانی میں نسبت کیا ہے؟ اگر توافق کی نسبت ہے تو تصحیح ثانی کے عدد وفق کو تصحیح اول میں ضرب دی جاتے۔

(۳) اگر تباین کی نسبت ہے تو مکمل تصحیح کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے حاصل ضرب ہر دو مسئلوں کی تصحیح ہے۔

<u>وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ</u> میت اول کے ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کے لئے اس کے تصحیح اول سے ملے ہوئے حصہ کو مضروب یعنی تصحیح ثانی میں یا اس کے وفق میں ضرب دی جائے حاصلِ ضرب اس کا حصہ ہے۔

میت ثانی کے وارث کو جو تصحیح ثانی سے حصہ ملا ہے اس کو مافی الید میں یا توافق کی نسبت ہے تو اس کے عدد وفق کو ضرب دی جائے حاصل ضرب وارث کا حصہ ہے۔ اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں شخص مر جائے تو ثانی کی حاصل ضرب کو جس سے مسئلہ اولیٰ کی تصحیح ہوئی ہے اس کو پہلی جگہ تیسرے کو دوسری کی جگہ رکھ کر بدستور عمل کیا جائے اسی طرح چوتھے پانچویں الخ تک عمل کیا جائے

ذوی الارحام کا بیان

ارحام جمع ہے۔ واحد رحم ہے۔ رحم کا معنی رشتہ داری ہے۔ ذوی الارحام سے وہ رشتہ دار مراد ہیں جو اصحاب الفروض اور عصبہ کے علاوہ ہیں۔

ان کی چار قسمیں ہیں

پہلی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً

(ا) بیٹی کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مؤنث۔

(ب) پوتی کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مؤنث۔

دوسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جن کی طرف میت منسوب ہے۔

(ا) جد فاسد یعنی نانا پڑنانا دادی کا باپ وغیرہ۔

(ب) جدہ فاسدہ یعنی نانا کی ماں، پڑنانا کی ماں۔ دادی کے باپ کی ماں۔

تیسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے ماں باپ کی طرف منسوب ہیں۔

(ا) بہن کی اولاد نیچے تک۔ مذکر ہو یا مؤنث۔

(ب) بھتیجی اور اس کی اولاد نیچے تک۔ مذکر ہو یا مؤنث۔

(ج) اخیافی بھائی بہنوں کی اولاد نیچے تک۔ مذکر ہو یا مؤنث۔

چوتھی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے نانا۔ دادا کی طرف منسوب ہیں۔

(ا) پھوپھی اور اس کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مؤنث۔

(ب) بھتیجی اور اس کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مؤنث

(ج) چچا کی بیٹی اور اس کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مؤنث

(د) اخیافی چچا اور اس کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مؤنث

ماموں اور اس کی اولاد نیچے تک مذکر ہو یا مونث

ذوی الارحام میں تقسیمِ ترکہ کی صُورت

ذوی الارحام میں تقسیم ترکہ کی صورت میں تین مذہب پائے جاتے ہیں۔

(۱) اہل رحم ہے۔ ان کا قول ہے کہ وراثت کی وجہ اہل رحم ہونا ہے اس لیے مرد ہو یا عورت رشتہ قریب ہو یا بعید سب میں ترکہ برابر تقسیم ہوگا یہ مذہب شاذ ہے اور متروک ہے

(۲) اہل تنزیل ہے ان کے نزدیک ذوی الارحام خود وارث نہیں بلکہ اپنے اصل وارث کی وجہ سے وارث ہیں۔ اس لیے ان کو اپنے اصلی وارث کا حصہ دیا جائے گا۔ جمہور اس کے قائل ہیں۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ کا یہی مذہب ہے۔

(۳) اہل قرابت ہے ان کے نزدیک قرب و بعد کا لحاظ ہے یعنی جو میت کے زیادہ قریب ہے۔ وہ وارث ہوگا یا امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔

ابن سماعہ نے محمد بن حسن کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میت کے زیادہ قریب ہے۔ پھر دوسری اس کے بعد تیسری پھر چوتھی قسم ہے اور احناف کے نزدیک یہی قول ماخوذ ہے

اس قول کی رو سے پہلی قسم وارث ہوگی وہ نہ ہو تو دوسری قسم وہ نہ ہو تو تیسری قسم وہ نہ ہو تو ذوی الارحام کی چوتھی قسم وارث ہوگی۔

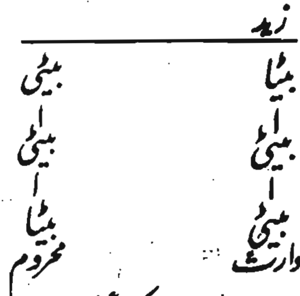
ذوی الارحام کی پہلی قسم میں تقسیمِ ترکہ کی صُورت

(۱) جو شخص رشتہ میں میت کے زیادہ قریب ہے وہ ترکہ کا مستحق ہے

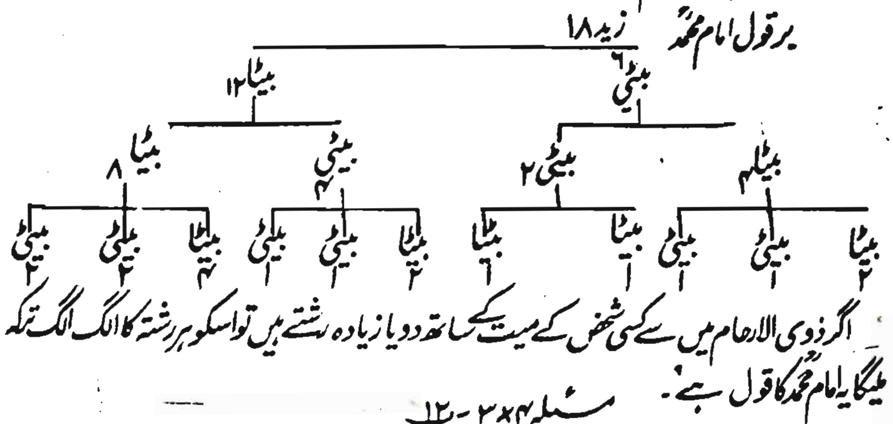
زید

بیٹی	بیٹا
بیٹی	بیٹی
کل	بیٹی
	محروم

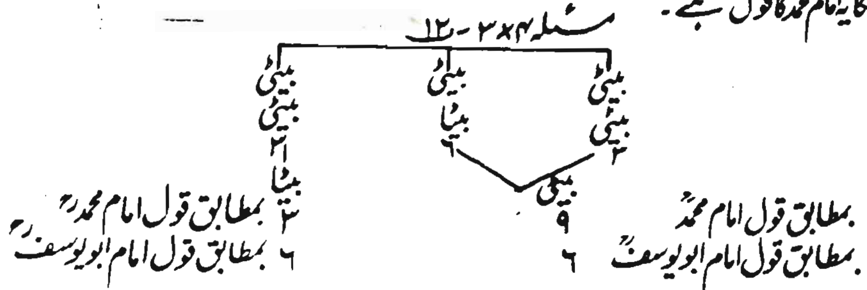
(۲) ذوی الارحام درجہ میں برابر ہیں۔ تو ان میں جو وارث کی اولاد ہے وہ ذوی الارحام کی اولاد کے مقابلہ میں ترکہ کی حقدار ہے مثلاً وارث پوتی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا ہے تو پوتی کی بیٹی ولد الوارث ہے وہ وارث ہوگی نواسی کا بیٹا وارث نہ ہوگا اس لیے کہ ذوی الارحام کی اولاد ہے۔



(۳) اگر درجہ میں برابر ہیں۔ ان میں ولد الوارث کوئی نہیں یا سب کے سب ولد الوارث ہیں اس صورت میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ ابدان کا اعتبار کرتے ہوئے ان کو ترکہ دیتے ہیں جبکہ ان کے اصول مذکر مونث ہونے میں متفق ہوں اگر مختلف ہیں تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ابدان کا اعتبار ہے اور امام محمدؒ اصول کی وراثت ان کے فروع کو دیتے ہیں۔ مثلاً



اگر ذوی الارحام میں سے کسی شخص کے میت کے ساتھ دو یا زیادہ رشتے ہیں تو اسکو ہر رشتہ کا الگ الگ ترکہ ملیگا یہ امام محمدؒ کا قول ہے۔



ذوی الارحام کی دوسری قسم

(۱) درجہ میں برابر نہ ہونے کی صورت میں رشتہ میں میت کے جو زیادہ قریب ہے مال کا وہ حقدار ہے مثلاً نانا اور دادی کا باپ دونوں میں سے نانا میت کے زیادہ قریب ہے وہ مال کا مستحق ہے۔

(۲) اگر درجہ میں برابر ہیں۔ تو میت کے ساتھ جس کا رشتہ وارث کے واسطہ سے ہوگا وہ مال لے گا مثلاً نانی کا باپ اور نانے کا باپ دونوں میں سے نانی کا باپ مال کا حقدار ہے اس لیے کہ نانی کے باپ کا میت کے ساتھ تعلق وارث نانی کے واسطہ سے ہے لیکن نانے کے باپ کا تعلق وارث کے واسطے سے نہیں ہے۔

(۳) اگر درجہ میں برابر ہیں۔ وہ سب کے سب وارث کے واسطہ سے یا بغیر وارث کے واسطے کے میت تک پہنچتے ہیں۔ اور ان کی قرابت بھی ایک ہے۔ اس صورت میں تقسیم ابدان پر ہوگی اگر واسطوں کی صفات مختلف ہیں۔ تو جس بطن میں اختلاف ہے پہلے اس میں مال تقسیم ہوگا جیسا کہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میں بیان ہوچکا ہے۔

(۴) اگر قرابت میں اختلاف ہے تو باپ کی قرابت والے کو دو حصہ اور ماں کی قرابت والے کو ایک حصہ ملے گا۔

ذوی الارحام کی تیسری قسم

(۱) رشتہ میں میت کے جو شخص زیادہ قریب ہو وہ وارث ہے

اگر قرب میں برابر ہیں۔ تو عصبہ کی اولاد ذوی الارحام کی اولاد سے مقدم ہے مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور بہن کا نواسا ان ہر دو میں سے بھتیجے کی بیٹی مقدم ہے اس لیے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے اگر دونوں اخیافی بھائی بہنوں کی اولاد ہیں۔ تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ابدان پر مذکر و مونث کے برابر اصول کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا امام محمدؒ کے نزدیک اصول کا اعتبار ہوگا۔

امام ابویوسفؒ

اخیافی بھائی — بیٹا — بیٹی — ۱

اخیافی بہن — بیٹی — بیٹا — ۲

امام محمدؒ

اخیافی بھائی — بیٹا — بیٹی — ۱

اخیافی بہن — بیٹی — بیٹا — ۱

اگر قرابت میں برابر ہیں۔ اور ان میں عصبہ کی اولاد نہیں۔ یا سب عصبہ کی اولاد ہیں یا بعض عصبہ کی اولاد ہیں اور بعض اصحاب الفروض کی ان تمام صورتوں میں امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ رشتہ میں جو زیادہ قوی ہے وہ ترکہ کا مستحق ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک ترکہ تقسیم کرتے وقت فروع کے عدد کا اور اصول کی جہت کا اعتبار کیا جائے گا۔ صورت حسب ذیل ہے

مسئلہ ۹

عینی بھائی — بیٹی — ۴

عینی بہن — بیٹا ۲، بیٹی ۱

علاتی بہن — بیٹا محروم، بیٹی محروم

اخیافی بھائی — بیٹی — ۱

اخیافی بہن — بیٹا ۱، بیٹی ۱

اس صورت میں امام یوسفؒ کے نزدیک سب عینی علاتی اخیافی پر مقدم ہیں لہٰذا عینی وارث ہوں گے ان کی موجودگی میں علاتی اور اخیافی وارث نہیں ہوں گے مسئلہ پیش آمدہ میں عینی بھائی کی ایک بیٹی اور عینی بہن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے اس لیے مسئلہ کی تصیح چار سے ہوگی دو حصے بیٹے کے اور ایک حصہ بیٹی کے لیے ہے۔ باقی علاتی اخیافی محروم ہیں امام محمد کا قول ہے کہ عینی اور علاتی کی موجودگی میں اخیافی بھی وارث ہوتے ہیں لہٰذا ترکہ سب میں تقسیم ہوگا البتہ فروع میں اصول کی جہت کا اور اصول میں عدد فروع کا اعتبار ہوگا۔ ان کے اس قول کے مطابق اخیافی دو بہنیں اور اخیافی بھائی، ایک بہن کل تین بہنیں ہیں ان کے لیے تہائی حصہ ہے باقی دو تہائی حصہ ترکہ ہے جو عینی بھائی بہنوں کے لیے ہے علاتی محروم ہیں اس لیے عینی کی موجودگی میں علاتی محروم ہوتے ہیں۔ عینی بھائی کی بیٹی جہت اصول کے اعتبار سے وہ ایک بیٹا ہے عینی بہن کا بیٹا اور بیٹی دو بیٹیاں ہیں۔ نصف حصہ عینی بھائی کی بیٹی کے لیے ہے جو بیٹے کے قائم مقام ہے اور نصف حصہ عینی بہن کے

ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے لیے ہے جو دو بیٹیوں کے قائم مقام ہیں ان کے درمیان ترکہ مذکر دو مونث کے برابر اصول کے مطابق تقسیم ہوگا مسئلہ کی تصحیح ۹ سے ہوگی۔

ذوی الارحام کی چوتھی قسم کا بیان

(۱) اگر قرابت صرف باپ کی طرف سے ہو مثلاً پھوپھیاں اور اخیافی چچے یا صرف ماں کی طرف سے مثلاً ماموں اور خالہ۔ اس صورت میں جس کی قرابت زیادہ قوی ہے وہ بالاتفاق ترکہ کا حقدار ہے عینی علاتی پر اور علاتی اخیافی پر خواہ مرد ہو یا عورت مقدم ہے مثلاً عینی پھوپھی وہ علاتی چچا پر مقدم ہے۔

(۲) اگر قرابت مختلف ہے کوئی باپ کی طرف سے ہے کوئی ماں کی طرف سے تو پھر قوت قرابت کا اعتبار نہیں مثلاً ایک عینی پھوپھی ہے دوسری اخیافی خالہ یا عینی خالہ اور اخیافی پھوپھی اس صورت میں ماں کی قرابت کی ایک تہائی خالہ کے لیے اور باپ کی قرابت کی دو تہائی حصہ پھوپھی کے لیے ہے۔

نوٹ۔ اخیافی چچا اور اخیافی پھوپھی یا اخیافی ماموں اور اخیافی خالہ ہو تو ان کے درمیان ترکہ "مذکر دو مونث کے برابر" اصول کے مطابق تقسیم ہوگا۔

امام احمد بن حنبلؒ

ذوی الارحام کی وراثت کے بارہ میں امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک اہل تنزیل ہے انہوں نے ذوی الارحام کے ہر فرد کو اس شخص کے قائم مقام رکھا ہے جس کی طرف نسبت سے وہ میت کی طرف منسوب ہے۔ مثلاً بیٹیوں کی اولاد نیچے تک بیٹیوں کے درجہ میں ہیں زندہ ہونے کی صورت میں جس حصہ کی وہ مستحق تھیں۔ وہی حصہ ان ذوی الارحام کے لیے ہے جو ان کے درجہ میں ہیں۔

پوتیوں کی اولاد نیچے تک پوتیوں کے قائم مقام ہیں۔ چچوں کی بیٹیاں اور ان کے بیٹوں کی بیٹیوں کی اولاد چچوں کے درجہ میں ہیں۔ اخیافی بھائیوں کی اولاد باپوں کے قائم مقام ہیں۔ ماموں

اور خالہ ماں کے قائم مقام ہیں۔ پھوپھی اور اخیافی چچا باپ کے قائم مقام ہے۔ دادی کا باپ اور اس کے بھائی بہن دادی کے قائم مقام ہیں۔ نانی کا باپ اور اس کے بھائی بہن نانی کے قائم مقام ہیں۔ دادی کے باپ کی ماں دادی جیسی ہے۔

تنبیہ ۔ ذوی الارحام اکیلا ہونے کی صورت میں تمام مال کا وارث ہوگا۔

تنبیہ ۲ ۔ جب ذوی الارحام کی ایک جماعت ایک وارث کے واسطہ سے میت تک پہنچتی ہو، اور سب کا درجہ بھی ایک ہو تو تقسیم کے وقت مذکر اور مونث میں کوئی فرق نہیں ہوگا

مثال ۔ وارث بھانجا اور بھانجی ہے یا وارث نواسا اور نواسی ہے یا وارث ماموں اور خالہ ہے، ان سب صورتوں میں ترکہ ان کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوگا۔

مثال ۲ ۔ وارث تین خالہ متفرق ہیں ایک عینی دوسری علاتی تیسری اخیافی ہے اور تین پھوپھیاں متفرق ہیں ایک عینی دوسری علاتی تیسری اخیافی ہے۔ اس صورت میں خالات کا ایک حصہ ہے اس لیے کہ میت کے ساتھ ان کا تعلق ماں کے واسطہ سے ہے پھوپھیوں کے لیے دو حصے ہیں اس لیے کہ میت کے ساتھ ان کا تعلق باپ کے واسطے سے ہے۔ خالات کے آپس میں اور پھوپھیوں کے آپس میں درجات میں فرق ہے ایک عینی ہے دوسری علاتی ہے تیسری اخیافی ہے عینی کے لیے دو حصے ایک ماں کی طرف سے اور ایک باپ کی طرف ہے علاتی کا ایک حصہ اور اخیافی کا ایک حصہ ہے اصل مسئلہ تین ہے ۔ رؤس پانچ ہیں تین اور پانچ میں تباین کی نسبت ہے اس لیے رؤس کے عدد پانچ کو تین اصل مسئلہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب پندرہ کے عدد سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی تین حصے عینی خالہ کے لیے ایک حصہ علاتی اور ایک حصہ اخیافی خالہ کے لیے ہے اس طرح عینی پھوپھی کے لیے چھ حصہ علاتی پھوپھی تین حصے اور اخیافی پھوپھی کے لیے ایک حصہ ہے۔

مسئلہ ۳ × ۵ = ۱۵

مسئلہ ۳ × ۵ = ۱۵

عینی خالہ	علاتی خالہ	اخیافی خالہ	عینی پھوپھی	علاتی پھوپھی	اخیافی پھوپھی
	۱			۲	
	۵			۱۰	
۲	۱	۱	۶	۴	۲

مسئلہ تین خالو ہیں ایک عینی دوسرا علاتی تیسرا اخیافی ہے

باقی مال　محروم　چھٹا حصہ

(مثال ۲) چچا کی تین بیٹیاں ہیں ایک عینی دوسری علاتی تیسری اخیافی اس صورت میں عینی بیٹی کے لیے تمام مال ہے وہ اپنے باپ کے قائم مقام ہے علاتی اور اخیافی محروم ہیں۔ اس لیے کہ باپ کی موجودگی میں علاتی اور اخیافی محروم رہتی ہیں۔

اگر ذوی الارحام کے درجات مختلف ہیں۔ اور جن کے واسطہ سے وہ میت تک پہنچتے ہیں پہلے ان کو زندہ تصور کر کے مال ان کے درمیان تقسیم کیا جائے جو مال اصحاب الفروض اور عصبہ ہونے کی صورت میں ان کو ملتا ہے وہی ترکہ ان ذوی الارحام کو دیا جائے جو ان ورثاء کو اصحاب الفروض یا عصبہ ہونے کی صورت میں ملتا تھا۔

مسئلہ ۲ - ۴

مثال ۱

بہن نصف ۲		بہن نصف ۲
بیٹی	بیٹا	بیٹی
۱	۱	۲

مسئلہ ۶

مثال ۲

عینی بہن	علاتی بہن	اخیافی بہن	چچا کی بیٹی
نصف	چھٹا	چھٹا	باقی
۳	۱	۱	۱
بیٹی	بیٹی	بیٹی	
۳	۱	۱	

جب کوئی شخص محجوب کے واسطہ سے میت کی طرف منسوب ہو تو اسکے لیے کوئی حصہ نہیں

مثال۔

پھوپھی	عینی بھتیجی
کل مال	محروم

پھوپھی باپ کے منزلہ میں ہے اور بھتیجی بھائی کے منزلہ میں ہے باپ کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں ہوتا اسی طرح پھوپھی جو باپ کے منزلہ ہے اس کی موجودگی میں بھتیجی جو بھائی

کے منزلہ ہے وارث نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ باپ کے ہوتے ہوئے بھائی محروم ہے۔

مسئلہ ذوی الارحام کی چار جہتیں ہیں۔ (۱) ابوۃ (۲) امومت (۳) بنوۃ (۴) اخوۃ ان میں سے جو جہت وارث تک پہلے پہنچے۔ اس جہت کا ذوی الارحام وارث ہوگا۔

مثال

بہن	بہن
بیٹی	بیٹی
کل مال	بیٹی
	محروم

بھانجی وارث ہے اس لیے کہ وہ بھانجی کی بیٹی کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

مثال

بھائی	علاتی چچا
بیٹی	بیٹی
بیٹی	کل
محروم	

تمام مال علاتی چچا کی بیٹی کے لئے ہے اس لئے کہ یہ دوسرے درجہ میں وارث تک اور بھتیجی کی بیٹی تیسرے درجہ میں وارث تک پہنچتی ہے۔

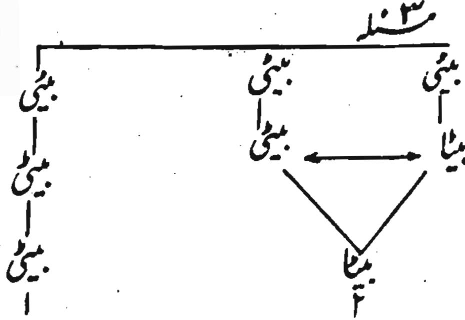
مسئلہ اگر ذوی الارحام کا رشتہ میت کے ساتھ دو یا زیادہ جہتوں سے ہے تو بعید کو وارث تک اُتارا جائے گا اور وہ اپنے وارث کا حصہ لے گا، قریب ساقط ہو یا ساقط نہ ہو۔

مسئلہ ۲

بیٹی	عینی یا علاتی
بیٹی	بھائی
بیٹی	بیٹی
بیٹی	باقی
بیٹی	
بیٹی	
نصف	

پانچویں پشت میں جو بیٹی ہے یہ میت کی بیٹی کے منزلہ ہے اس لیے اس کے لیے نصف حصہ ہے باقی نصف حصہ عینی یا علاتی بھائی کی بیٹی کے لیے ہے اس لیے کہ وہ منزلہ بھائی کے ہے۔

مسئلہ ۔ اگر ذوی الارحام دو یا زیادہ جہت کے واسطہ سے میت تک پہنچتا ہے تو وہ ہر جہت سے وارث ہوگا ۔



نواسے کے لیے دو تہائی حصہ ہے جو اس کی دو جدہ کا ہے ۔ نواسی کے لیے ایک حصہ ہے جو اس کی ایک جدہ کا ہے ۔

مسئلہ خاوند یا بیوی ذوی الارحام کے ساتھ ہو تو اس کا حصہ دے کر باقی مال ذوی الارحام میں تقسیم ہوگا ۔

مسئلہ ۴

بھائی کی بیٹی	بہن کی نواسی	خاوند
۱	۱	۲

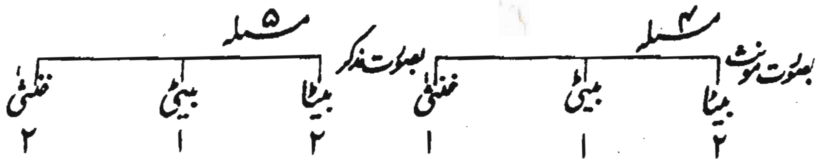
اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح چار سے ہوگی ۔ خاوند کے لئے نصف دو حصے ایک حصہ بہن کی نواسی کا اور ایک حصہ بھائی کی بیٹی کا ہے ۔

خنثیٰ مشکل

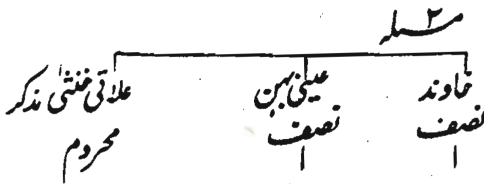
خنثیٰ کا مادہ خنث ہے اس کا معنی تکسر اور نرمی ہے ۔ اصطلاح میں خنثیٰ ہیجڑے کو کہا جاتا ہے ۔ اس میں مرد اور عورت ہر دو کی علامتیں پائی جاتی ہیں ۔ مرد کی علامتیں غالب ہوں تو وہ مرد کا حصہ پاتا ہے ۔ عورت کی علامتیں غالب ہوں تو وہ عورت کا حصہ پاتا ہے ۔ یہ امتیاز نہ ہو سکے تو اس کو خنثیٰ مشکل کہا جاتا ہے ۔ اس کی وراثت کے بارہ میں اختلاف ہے اکثر صحابہؓ کا قول ہے ۔ کہ اس کے لیے کمزور حالت ہے اگر خنثیٰ کو مرد قرار دینے سے کم حصہ ملتا ہو تو اس کو مرد قرار دیا جائے اگر

عورت قرار دینے سے کم حصہ ملتا ہو تو اس کو عورت قرار دے کر کم حصہ دیا جائے اگر کسی صورت میں محروم ہوتا ہو تو وہی صورت اختیار کی جائے۔

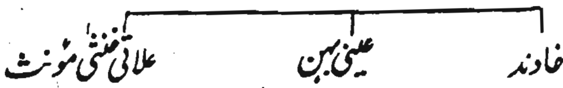
مثلاً وارث بیٹا، بیٹی اور خنثیٰ ہے۔ اس صورت میں اگر خنثیٰ کو مؤنث قرار دے کر حصہ دیا جائے تو تصحیح چار میں سے اس کو ایک حصہ ملتا ہے اگر مذکر فرض کیا جائے تو پانچ میں سے اس کو دو حصے ملتے ہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ میں خنثیٰ کو مؤنث قرار دیا جائے



وارث خاوند، عینی بہن، علاتی خنثیٰ ہے اس صورت میں خنثیٰ کو مذکر قرار دینے سے محروم ہوگا۔ لہٰذا اس کو مذکر قرار دیا جائے



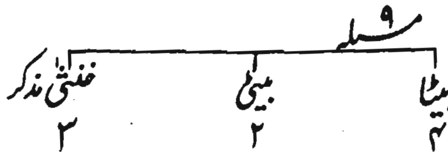
اگر اس مسئلہ میں خنثیٰ کو مؤنث قرار دیا جائے تو علاتی خنثیٰ کو چھٹا حصہ ملتا ہے



خاوند کے لیے نصف دو تہائی حصہ عینی بہن اور علاتی خنثیٰ مونث ہر دو کے لیے ہے اس میں سے بہن کا نصف حصہ اور چھٹا حصہ علاتی خنثیٰ مونث کے لیے ہے لہٰذا اس مسئلہ میں اس کو مذکر قرار دیا جائے۔

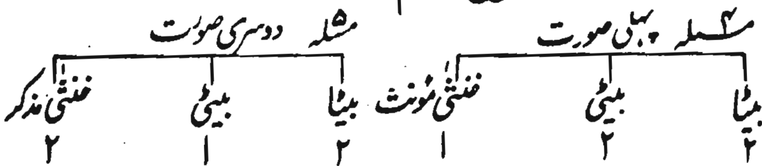
شعبی رحؒ کا قول ہے کہ مرد اور عورت کو جو الگ الگ حصہ ملا ہے ان کا نصف نصف جمع شدہ حصہ خنثیٰ کے لیے ہے حضرت ابن عباس رضؓ کا بھی یہی قول ہے شعبی رحؒ کے اس قول کے مفہوم کو سمجھنے میں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے اختلاف کیا ہے امام ابو یوسف اس کی صورت یہ بیان کہتے ہیں۔ کہ جتنا حصہ بیٹے کا ہے اس کا نصف اور جتنا حصہ بیٹی کا ہے اس کا نصف یعنی تین

چوتھائی حصہ خنثیٰ کو دیا جائے۔ انہوں نے مسئلہ میں خنثیٰ کو شامل نہیں کیا بر قول امام ابو یوسف رح



امام محمد رح نے شعبی رح کے اس قول کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ دو مسئلے بنائے جائیں۔ ہر دو صورتوں میں سے خنثیٰ کو جو حصہ ملتا ہے ہر دو حصوں کا مجموعہ خنثیٰ کو دیا جائے۔

قول امام محمد رح



پہلی صورت میں خنثیٰ کو چوتھا حصہ ملتا ہے اس کا نصف آٹھواں حصہ ہے اور دوسری صورت میں پانچ میں سے دو حصے تھے اس کا نصف پانچ میں سے ایک ہوا آٹھواں اور پانچواں حصہ دینے کے لیے مسئلہ کی تصحیح چالیس سے ہوئی چالیس کا پانچواں حصہ آٹھ اور آٹھواں حصہ پانچ کل تیرہ حصے خنثیٰ کے لیے اور باقی ستائیس حصوں میں سے نو حصے بیٹی کے لیے اور اٹھارہ حصے بیٹے کے لیے ہیں۔ امام محمد رح نے امام شعبیؒ کے قول کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔

حمل کی وراثت

مدت حمل سراجی میں ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ لیث بن سعد کے نزدیک تین سال امام شافعی رح کے نزدیک چار سال اور زہری کے نزدیک سات سال ہے۔ حمل کی کم مدت چھ ماہ ہے۔

مقدار ورثہ امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے چار بیٹوں یا چار بیٹیوں ہر دو فریق میں سے جس کا حصہ زیادہ ہو وہ محفوظ کرا لیا جائے باقی ورثاء کو ملنے والا اقل حصہ دیا جائے امام محمد رح کا قول ہے کہ تین بیٹوں یا تین بیٹیوں ہر دو فریق میں سے جس کا حصہ زیادہ ہے وہ محفوظ کیا جائے

یہ روایت لیثؒ بن سعد کی ہے ایک اور روایت میں دو بیٹوں کا حصہ محفوظ کرنے کا ذکر ہے۔ یہ قول حسنؒ سے بھی مروی ہے ہشام کی روایت میں ہے۔ کہ امام ابو یوسفؒ کا بھی وہی قول ہے۔ خصاف نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ صرف ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ محفوظ کیا جائے گا۔ اسی قول پر فتویٰ ہے دوسرے ورثاء سے اس بات کی ضمانت لی جائے گی۔ کہ حمل کا حصہ اگر اس سے زیادہ نکلا تو پورا کرنا ہوگا۔

شرائط وراثت اگر حمل کی نسبت میت کی طرف ہے۔ اور اس کی بیوی کو حمل کی اکثر مدت یا اس سے کم مدت میں بچہ پیدا ہوا ہے اور عورت نے عدت کے پورا ہونے کا اقرار نہیں کیا تو اس صورت میں پیدا ہونے والا بچہ وارث ہوگا اور لوگ اس کے وارث ہوں گے۔ اور اگر حمل کی اکثر مدت کے بعد بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ نہ میت کا وارث ہوگا اور نہ دوسرے اس کے وارث ہوں گے اور اگر حمل کی نسبت میت کے کسی رشتہ دار کی طرف ہے اور بچہ اقل مدت چھ ماہ یا اس سے کم مدت میں پیدا ہوا ہے وہ وارث ہوگا۔ اگر حمل کی اقل مدت گزرنے کے بعد پیدا ہوا تو وہ وارث نہیں ہوگا۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ حمل کی وراثت کے لیے شرط ہے کہ وہ میت کی وفات کے وقت موجود ہو اگر حمل کی زیادہ مدت کے بعد پیدا ہو تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ میت کی وفات کے وقت موجود نہیں۔ اس طرح اگر عورت نے اقرار کر لیا کہ عدت پوری ہو گئی اور میرے پیٹ میں بچہ نہیں۔ وہ وارث نہیں ہوگا۔ اگر میت کا حمل نہ ہو بلکہ اس کے باپ یا چچا وغیرہ کا ہو تو اس کے وارث بننے کے لیے یہ شرط ہے کہ میت کی وفات سے چھ ماہ پورے ہوتے ہی یا اس سے کم مدت میں بچہ پیدا ہو اگر چھ ماہ کے بعد کچھ مدت گزر کر پیدا ہو تو وارث نہیں ہوگا اس لیے کہ ممکن ہے کہ میت کی وفات کے وقت میت کے باپ وغیرہ کی بیوی حاملہ نہ ہو۔ حمل بعد ٹھہرا ہو جب شک پیدا ہو گیا تو اب وہ وارث نہیں ہو سکتی وارث ہونے کے لیے شرط ہے کہ حمل میت کی وفات کے وقت موجود ہو۔

کیفیت ولادت بچہ مرا ہوا پیدا ہو تو بالاتفاق وارث نہیں۔ اگر زندہ پیدا ہو جس کی علامت آواز ہے تو وہ اس شرط سے وارث ہے کہ اس کا تمام جسم باہر آ کر زندہ ہو اگر درمیان میں

مرگیا تو پھر وہ وارث نہیں یہ قول امام شافعیؒ اور امام احمدؒ وغیرہم کا ہے احناف کا مذہب ہے کہ بچہ کا اکثر حصہ باہر آجائے تو للاکثر حکم الکل کی بنا پر وارث ہوگا۔ اگر سیدھا پیدا ہو تو چھاتی کا باہر آنا ہے۔ اگر الٹا پیدا ہو تو ناف کا باہر آنا شرط ہے (وراثت اسلامیہ محدث روپڑی)

حمل کا موجود ہونا حمل کی موجودگی میں ترکہ کی تقسیم کی صورت یہ ہے کہ حمل مذکر تسلیم کرنے سے جو رشتہ دار محروم ہوتے ہوں۔ ان کو محروم رکھا جائے۔ جن کا حصہ کم ہوتا ہو اس کو کم دیا جائے اب اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کو اس کا پورا حصہ دیا جائے اور ترکہ کی باقی تقسیم بدستور رہے گی اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کو اس کا حصہ دیا جائے گا حمل کو لڑکا قرار دے کر جن ورثاء کا حصہ کم کیا گیا تھا یا ان کو محروم کیا گیا تھا ان کو ان کا حصہ واپس کیا جائے گا۔ اسلیے اس کا وضاحت کی جاتی ہے۔

حمل کے لئے ترکہ کی تقسیم

حمل میت کا ہو یا کسی دوسرے وارث رشتہ دار کا۔ بہتر تو یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد ترکہ تقسیم کیا جائے۔ اگر وفات کے بعد وارث تقسیم ترکہ کے لیے بضد ہوں تو پھر حمل کو ورثہ دینے کے لیے مذکر اور مونث کے اعتبار سے دو مسئلے بنائے جائیں حمل کے ماسوا جس صورت میں ورثاء کو اقل حصہ ملے وہ ان کو دیا جائے جو باقی بچے وہ حمل کے لیے محفوظ کیا جائے حصص کا اقل اور اکثر معلوم کرنے کے لیے یہ دیکھا جائے کہ ہر دو مسئلہ کے مخارج میں نسبت کیا ہے اگر تماثل یا تداخل کی نسبت ہے تماثل کی صورت میں کوئی عدد اور تداخل کی صورت میں بڑا عدد لیا جائے اگر توافق کی نسبت ہے تو ایک کے وفق کو دوسرے کے مخرج میں ضرب دی جائے تباین کی نسبت ہے تو کل کو کل کے ساتھ ضرب دی جائے حاصل ضرب ہر دو مسئلہ کی تصیح اور متحد مخرج ہے مثلاً وارث بیٹی، ماں، باپ اور بیوہ حاملہ ہے

مسئلہ ۲۴ وفق ۹ - ۲۱۶

بیوہ	ماں	باپ	بیٹی	حمل مذکر
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	باقی	
۳	۴	۴	۱۳	
۲۷	۳۶	۳۶	۱۱۷	
			۳۹	۷۸

مسئلہ ۲۴+۳ ۲۷ ۲۱۶

بیوہ	ماں	باپ	بیٹی	حمل مؤنث
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$	
۳	۴	۴	۱۶	
۲۴	۳۲	۳۲	۱۲۸	

ہر دو مسئلہ میں توافق بالثلث کی نسبت ہے پہلے مسئلہ کا عدد وفق آٹھ ہے اس کو دوسرے مسئلہ ۲۷ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۱۶ اور دوسرے مسئلہ کا عدد وفق نو ہے اس کو پہلے مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۱۶ دونوں مسئلوں کا متحدہ مخرج ہے۔

پہلے مسئلہ کی نسبت دوسرے مسئلہ میں بیوہ۔ باپ۔ ماں کو کم حصہ ملتا ہے۔ لہذا بیوہ کو ۲۷ کی بجائے ۲۴ باپ کو ۳۰ کی بجائے ۳۲ اور ماں کو بھی ۳۶ کی بجائے بتیس دیئے حاصل جمع ۸۸ ہے باقی ۱۱۷ میں سے مذکر دو مونث اصول کے مطابق بیٹی کو ۳۹ اور حمل مذکر کو ۷۸ حصے دیئے گئے۔ باقی ۷۸ باضافہ ۱۱ کل ۸۹ حصے محفوظ کر لیے گئے۔ بیٹا پیدا ہونے پر تو اس کو ۷۸ دیئے گیارہ حصص میں سے بیوہ کو تین اور ماں باپ کو چار چار حصے واپس کر دیئے گئے۔

بیوہ کے ۲۷ ماں کے لیے چھتیس باپ کے لیے چھتیس حصے ہوئے باقی ۱۱۷ میں سے ۳۹ حصے بیٹی کو ۷۸ حصے بیٹے کو ملے۔

اگر بیٹی پیدا ہوتی تو ۸۹ حصے جو حمل کے لیے محفوظ کئے گئے تھے اس میں پچیس حصے ... بیٹی کو جس کو انتالیس حصے ملے ہیں۔ تاکہ ترکہ کی دو تہائی ۱۲۸ حصے پورے ہو جائیں ... بیٹیوں کے درمیان بحصہ برابر تقسیم ہوں گے۔

اگر بچہ مردہ پیدا ہوا ہے تو بیوہ کو تین ماں باپ کو چار چار کل گیارہ حصے واپس کئے جائیں گے بیوہ کے لیے ۲۷ باپ کے لیے ۳۶ ماں کے لیے چھتیس نصف حصہ پورا کرنے کے لیے ۸۹ حصوں میں ۶۹ حصے جمع کر کے کل ۱۰۸ حصے بیٹی کو دیئے جائیں گے یہ کل ۲۰۷ حصے ہوئے ۹ حصے باقی بچے وہ باپ کو دیئے جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ اس مسئلہ میں عصبہ بھی ہے۔

مسئلہ ۲۴ ۲۱۶

بیوہ	باپ	ماں	بیٹی	حمل مردہ
۲۷	۳۶	۳۶	۱۰۸	محروم

باپ کو ۹ حصے مزید دیئے تو ان کے ۴۵ حصے ہوئے۔

مفقود الخبر | وہ شخص ہے جو لاپتہ ہو۔ جب تک اس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو جائے یا اس

کی موت کا فیصلہ نہ کیا جائے اس وقت اس کا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ وہ بھی کسی کا وارث نہیں ہوگا۔ البتہ میت کے ترکہ سے اس کا حصہ الگ کر لیا جائے گا اگر معلوم ہو جائے کہ وہ زندہ ہے تو وہ اپنا حصہ لے گا۔ اگر علم ہو جائے یا فیصلہ کیا جائے کہ وہ وفات پا گیا ہے۔ تو اس کا حصہ جو الگ کر دیا گیا ہے ان مستحق ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جو مورث کی وفات کے وقت موجود تھے۔ اگر فیصلہ موت کے بعد اس کا ترکہ یا حصہ ورثاء میں تقسیم ہو جائے بعد میں معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے تو اس کو اسی قدر حصہ واپس دلایا جائے کا جو ورثاء کے پاس موجود ہو۔

بعض ائمہ کہتے ہیں۔ کہ مفقود الخبر کا مال حکومت کی رائے پر ہے۔ جب تک مناسب سمجھے محفوظ رکھے۔ امام شافعیؒ کا قول بھی یہی ہے۔

مُدت انتظار مفقود الخبر کے انتظار کی مدت میں ائمہؒ کا اختلاف ہے۔ مذہب حنفیہ میں ظاہر روایت یہ ہے۔ کہ جب اس کے ہم عمروں میں سے کوئی زندہ نہ رہے تو اس کو بھی فوت شدہ تصور کیا جائے حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ ولادت کے دن سے ایک سو بیس برس پورے کئے جائیں۔ امام محمدؒ کا قول ایک سو دس برس کا ہے امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں۔ کہ مدت انتظار ایک سو پانچ برس ہے بعض ائمہؒ کا قول ہے کہ نوے برس ہے حنفی مذہب کے نزدیک اسی فتویٰ پر عمل ہے۔

مفقود الخبر کا حکم غیر کے حق میں موقوف ہے یعنی مفقود الخبر کے رشتہ داروں سے کوئی مر جائے تو اس کے حق میں مفقود الخبر پر کوئی حکم نہیں لگے گا۔ اس بنا پر اس کا ترکہ محفوظ رہے گا اگر وہ تمام ترکہ کا وارث ہے تو سارا ترکہ محفوظ رہے گا۔ مثلاً مفقود الخبر بیٹا ہے تو مرنے والے کا پوتا وارث نہیں ہوگا بلکہ تمام مال مفقود الخبر کے لیے محفوظ رہے گا۔ جب وہ مدت گزر جائے جس کا حکومت نے فیصلہ کیا ہے اس کے بعد مفقود الخبر کا مال موجودہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا جن کے حصہ سے کمی کر کے یہ حصہ رکھا گیا ہے۔

مفقود الخبر کے تصحیح مسائل کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسئلے بنائے جائیں ایک اس کو زندہ قرار دے کر دوسرا اس کو مردہ سمجھ کر پھر اس کے بعد وہی عمل کیا جائے جو حمل کے بیان میں گزر چکا ہے مثلاً وارث خاوند، دو عینی بہنیں ایک عینی بھائی مفقود الخبر ہے۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

مفقود الخبر کی وفات کی صورت

مسئلہ ۷ ۵۶۱

خاوند	دو عینی بہنیں	ایک عینی بھائی مفقود الخبر
۱	۲	
۲	۳	
۳	۴	
۲۴	۳۲	

مفقود الخبر کی حیات کی صورت

۴×۲ - ۵-۸ - ۷ - ۵۶

خاوند	دو عینی بہنیں ایک بھائی
۱	۱
۴	۴
۲۸	۲۸

یہ دو مسئلے ہو گئے ۷ اور ۸ ہر دو میں نسبت تباین کی ہے لہٰذا ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۵۶ ہوئے جو ہر دو مسئلوں کا متحدہ مخرج ہے

مفقود الخبر کی وفات کی صورت میں خاوند کو ۲۴ حصے اور زندہ ہونے کی صورت میں ۲۸ حصے ملے۔ خاوند کو ۲۴ حصے دیئے چار رکھ لیے عینی بہنوں کو پہلی صورت میں تیس ملے دوسری صورت میں ۲۸ میں سے ۱۴ حصے ملے باقی ۱۴ اور خاوند سے رکھے ہوئے چار کل اٹھارہ حصے مفقود الخبر کے لیے محفوظ کر لیے اگر زندہ ہے تو اس کے لیے ۱۴ حصے ہیں باقی چار خاوند کو واپس کئے جائیں گے تاکہ اس کے ۲۸ پورے ہو جائیں اگر وہ فوت ہو چکا ہے تو ۱۸ حصے بہنوں کو دیئے جائیں گے۔ اس لیے کہ وفات کی صورت میں بہنوں کے لیے بتیس حصے ہیں۔

مرتد کا بیان

سراجی میں ہے کہ مرتد کفر کی حالت میں مرے یا قتل کیا جائے یا دار الحرب میں چلا جائے حاکم

اس کے حربی ہونے کا فیصلہ کر دے اس صورت میں اس کی جائیداد کا کیا حکم ہے؟ اس بارہ میں ائمہ رح کے درمیان اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ اسلام کی حالت میں پیدا کی ہوئی جائیداد کے مالک اس کے مسلمان رشتہ دار ہیں اور ارتداد کی حالت میں جو کمایا ہے اس کا بیت المال وارث ہے۔

امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا قول ہے کہ اس کی تمام کمائی خواہ وہ اسلام کی حالت میں پیدا کی ہے یا ارتداد کی حالت میں مسلمان ورثاء اس کے مستحق ہیں۔

مرتد مرد ہو یا عورت یہ نہ کسی مسلمان کے وارث ہوں گے اور نہ اپنے جیسے کسی مرتد کے البتہ اگر تمام اہل محلہ مرتد ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

تنبیہ مرتد اور مرتدہ کی جائیداد اور کمائی کے بارہ میں امام شافعی رح کا مذہب صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کمائی بیت المال میں داخل کی جائے اس لیے کہ حدیث میں ہے لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم یعنی مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا کفر کا لفظ ہر قسم کے کافر کو شامل ہے

قیدی کا بیان

سراجی میں ہے کہ جب تک قیدی اپنے دین کو نہ چھوڑے اس کے احکام عام مسلمانوں جیسے ہیں۔ اگر وہ اپنے دین کو چھوڑ دے۔ تو اس کے احکام مرتد کے مطابق ہیں۔ اگر یہ نہ معلوم ہو سکے کہ وہ مرتد زندہ ہے یا مر گیا ہے تو اس کے تمام احکام وہی ہیں جو مفقود الخبر کے ہیں۔

حوادث کا بیان

اگر رشتہ دار پانی میں ڈوب کر یا آگ میں جل کر یا چھت کے نیچے دب کر یا اس قسم کے حادثہ کا شکار ہو جائیں۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا ہے تو اس صورت میں مرے ہوئے رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے بلکہ جو ان کے وارث زندہ موجود ہیں۔ ترکہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔ یہ مختار مذہب ہے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ حضرت علی رض اور حضرت ابن مسعود رض کا قول ہے کہ حادثہ میں مرنے والے ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اس مال کے سوا جو ان میں سے

کسی نے دوسرے سے وراثت میں پایا ہے یہ اس لیے کہ ایک شخص کا وارث ہونا اور مورث ہونا لازم آتا ہے

اہل تشیع

وراثت کے مسئلہ میں اہل تشیع کے چند ایک مخصوص مسائل ہیں۔

عول تعصیب۔ بڑے بیٹے کی وراثت۔ بیوہ کی وراثت

عول جب مخرج (ترکہ) سے حصص بڑھ جائیں۔ تو مخرج میں مناسب عدد شامل کر کے مخرج کو حصص کے برابر کرنے کا نام علم وراثت کی اصطلاح میں عول ہے۔ اس قاعدہ سے انصاف وعدل کا تقاضا پورا ہوتا ہے یعنی ہر وارث کو ترکہ میں سے جو حصہ اس کا ہے اس میں مناسب کمی کر کے ترکہ کو حصص کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے اسی صورت میں حصص بدستور رہتے ہیں۔ البتہ اس قاعدہ کی رو سے تمام ورثاء کے الگ الگ ترکہ میں یکساں کمی آتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ بعض ورثاء کے ترکہ میں کمی واقع ہو اور بعض میں نہ ہو مثلاً وارث خاوند۔ دو بہنیں ہیں۔ خاوند کے لیے نصف تین حصے اور دو بہنوں کے لیے دو تہائی چار حصے ہیں۔ مخرج (ترکہ) چھ ہے حصص سات ہیں۔ ترکہ کے چھ کی بجائے ایک کا اضافہ کر کے سات حصے کر کے سات حصص پر تقسیم کر دیا۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔

مسئلہ ۶ – ۷

خاوند	دو بہنیں
نصف	
۳	۴

اہل تشیع کے نزدیک عول باطل ہے۔ ان کے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ ہر وہ وارث جس کا حصہ قرآن میں مقرر ہو۔ اگر کسی وجہ سے اسے وہ حصہ نہ مل سکے تو اس کے متبادل اس کا دوسرا حصہ مقرر ہو۔ جیسے ماں کی اولاد موجود نہ ہو تو ثلث اگر موجود ہو تو سدس یا شوہر کہ بیوی کی اولاد نہ ہو تو نصف اگر اولاد ہو تو ربع یا زوجہ کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو ربع اگر ہو تو وہ ثمن پاتی ہے انہیں مقدم سمجھا جائے گا۔ ان کے حصص میں کمی نہ ہوگی اگر کسی کا حصہ مقرر ہے کسی وجہ سے اس کو نہ مل سکے اور اس کے لیے متبادل کوئی حصہ نہیں اس کو باقیماندہ مال ملے گا اس کو مؤخر سمجھا جائے گا اس کے حصہ میں مناسب کمی کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے گا جیسے بیٹیاں یا بہنیں بیٹا اور بھائی نہ ہونے کی صورت میں ان کو دو ثلث ملتے ہیں لیکن اگر بیٹا یا بھائی موجود ہو تو پھر ان کا فرض معین نہیں۔ اس لیے خاوند اور دو بہنیں وارث ہوں تو نقص صرف بہنوں پر وارد ہوگا

نہ کہ شوہر اور نہ ماں باپ پر بلکہ وہ اپنا پورا حصہ حاصل کریں گے جو کچھ باقی بچے گا وہ بہنوں کا مال ہوگا۔
صورت مسئلہ یہ ہے۔ **مسئلہ ۶**

دو بہنیں	خاوند
دو تہائی	نصف
۴	۳

فرق عول کی صورت میں خاوند کے لئے سات میں سے تین حصے اور بہنوں کے لیے چار حصے تھے اہل تشیع کی تقسیم کے مطابق خاوند کے لیے چھ میں سے تین حصے اور بہنوں کو چار کی بجائے تین حصے ملے بعض ورثاء کے ترکہ میں کمی کرنا اور جن کے ترکہ میں کمی نہ کرنا ظلم کی انتہا ہے۔ ہر دو صورتوں میں فرق واضح ہے ترکہ اگر چھ سو روپیہ ہو تو عول کی صورت میں خاوند کے لیے تین سو کی بجائے ۲۵۷ ۱/۲ روپے ملتے ہیں اور بہنوں کو چار سو کی بجائے ۳۴۲ ۱/۲ روپے ملتے ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک خاوند کو تین سو پورا حصہ ملتا ہے بہنوں کو چار سو میں سے تین سو روپے ملتے ہیں بہنوں کے حصہ میں کمی کی گئی ہے خاوند کے حصے میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بعض ورثاء کے ترکہ میں کمی کرنا اور جن کے ترکہ میں کمی نہ کرنا یہ عدل و انصاف کے خلاف ہے۔

تعصیب تعصیب بھی شیعہ مذہب میں باطل ہے اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد بقایا ترکہ اسی صاحب فرض کو ملے گا جو میت کے زیادہ قریب ہے مثلاً وارث بیٹی ہے تنہا ہونے کی صورت میں نصف حصہ لے گی۔ باقی حصہ بھی بموجب آیت اولوا الارحام قرابت کے اعتبار سے حصہ لے گی۔

بڑا بیٹا بڑا بیٹا اپنے باپ کے ترکہ سے بطور عطیہ حسب ذیل اشیاء کا وارث ہوگا جبکہ ان اشیاء کے ماسوا اور ترکہ بھی ہو۔

(۱) باپ کے مخصوص کپڑے (۲) انگوٹھی (۳) تلوار (۴) قرآن مجید باپ سے روزہ اور نماز جو قضا ہوگئی ہے۔ اس کی ادائیگی بڑے بیٹے کے ذمہ ہوگی۔

بیوہ کی وراثت بیوہ اپنے خاوند کی وراثت میں سے زمین کی وارث نہیں ہوگی۔

مسئلہ عول اور اہلِ تشیّع و منکرینِ حدیث کا نظریہ

اور اس پر تبصرہ

عول کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے کہ مخرج کے مطابق ترکے حصص پورے نہ ہوں تو ہر حصّہ سے مناسب کمی کر کے حصص کو مخرج کے مطابق کرنا علمِ وراثت کی اصطلاح میں اس کا نام عول ہے۔ اہلِ تشیّع وغیرہم کے نزدیک عول باطل ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ جن ورثاء کے حصص کا بدل ہے۔ ان کے حصص میں کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جن کے حصص کا بدل نہیں۔ ان کے حصص میں کمی کر کے ترکہ کو مخرج کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ مثلاً خاوند کے لئے نصف حصّہ ہے۔ جب کہ بیوی کی اولاد نہ ہو، اولاد ہو تو خاوند کے لئے چوتھائی حصّہ ہے اسی طرح بیوی کے لئے چوتھائی حصّہ ہے۔ اگر خاوند کی اولاد نہ ہو۔ اولاد ہو تو بیوی کے لئے آٹھواں حصّہ ہے۔ ماں کے لئے تہائی حصّہ ہے۔ جب کہ میّت کی اولاد نہ ہو، اولاد ہو، تو ماں کے لئے چھٹا حصّہ ہے۔ ایسے ورثاء کے حصص میں کمی نہیں کی جائے گی۔ البتہ جن ورثاء کے لئے حصص کا کوئی بدل نہیں ان کے حصص میں کمی کر کے ترکہ کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً وارث خاوند اور دو بہنیں ہیں۔ اس صورت میں خاوند کے لئے نصف اور بہنوں کے لئے دو تہائی حصّہ ہے۔ چھ مخرج ہے اس میں سے خاوند کے لئے تین حصّے اور دو بہنوں کے لئے چار حصّے ہیں۔ کل سات حصّے ہوئے۔ مخرج (ترکہ) چھ ہے۔ اہلِ تشیّع کے نظریہ کے مطابق خاوند کو پورے تین حصّے ملیں گے اور دو بہنوں کو چار حصّے دینے کی بجائے تین حصّے دیئے جائیں گے۔ ایک حصّہ ان کا کم کیا جائے گا۔

تقسیم کی اس صورت میں دو قباحتیں لازم آتی ہیں۔ ایک قباحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں دو بہنوں کے لئے دو تہائی چار حصّے مقرر کئے ہیں۔ چار کی بجائے اُن کو تین حصّے دینا قرآن مجید کی صریحاً مخالفت ہے۔ دوسری قباحت یہ ہے کہ ورثاء میں سے بعض کے حصص میں سے کم کرنا اور بعض کے حصص میں سے کم نہ کرنا یہ ظلم ہے۔ اسلام

اس کی اجازت نہیں دیتا۔
عول کی صورت میں خاوند کے لئے تین اور دو بہنوں کے لئے چار حصے ہیں۔ یہ بدستور رہیں گے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں۔ البتہ ترکہ کو ورثاء کے تمام حصص پر پھیلا دیا جائے گا۔ جس سے ورثاء کو ملنے والے ترکہ کے حصص میں ایک جیسی کمی ہوگی۔ تقسیم کی یہ صورت عدل اور انصاف کا عین تقاضا ہے۔ اگر حضرت عمرؓ نے اس کو ایجاد کیا ہے تو ان کی یہ ایجاد قرآن مجید کی عین منشاء کے مطابق اور انصاف و عدل پر مبنی ہے۔

حضرت علیؓ اور مسئلہ عول

حضرت علیؓ مسجد کوفہ میں منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور پڑھ رہے تھے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَحْکُمُ قَطْعًا۔ یَجْزِیْ کُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی وَاِلَیْهِ الْمَاٰبُ وَالرُّجْعٰی۔ یہاں پہنچے ہی تھے کہ ایک شخص نے مشکل پا کر دریافت کیا کہ جب وارث بیوی۔ دو بیٹیاں۔ ماں۔ باپ ہوں تو اس صورت میں کیا بیوی کو آٹھواں حصہ نہیں ملے گا۔ آپؓ نے فرمایا صار ثُمُنُهَا تُسْعًا یعنی اس کا آٹھواں حصہ نواں بنے گا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ پیش آمدہ مسئلہ میں مخرج ۲۴ ہے۔ مخرج سے ورثاء کے حصص ۲۷ ہیں جو مخرج سے بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا مخرج میں تین جمع کر کے مخرج کو حصص کے برابر کر دیا۔ جب بیوی کو ملنے والے آٹھویں تین حصہ اور تصحیح ۲۷ میں نسبت کو دیکھا تو وہ ایک نو کی ہے گویا کہ اس حالت میں بیوی کو ۲۷ میں سے تین حصے ملے ہیں گویا تین حصص اور کل ترکہ میں نسبت ۱ : ۹ کی ہے ویسے مخرج ۲۴ میں سے بیوی کے لیے آٹھواں حصہ (تین) ا ہے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک مسئلہ عول صحیح ہے۔ اس مسئلہ کا نام ممبریہ ہے۔ اس لیے کہ حضرت علیؓ نے ممبر پر اس کا حل فرمایا تھا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

شوال ۱۴۰۶ھ

ابو السلام محمد صدیق سرگودھا

اصحابؒ الفروض کے تفصیلی حصص اور عصبہؒ کے حالات

۱/۲ آدھا حصہ · ۱/۴ چوتھائی حصہ · ۱/۸ آٹھواں حصہ

۲/۳ دو تہائیاں حصہ · ۱/۳ ایک تہائی حصہ · ۱/۶ چھٹا حصہ

بیٹی	بیٹیاں	پوتی	پوتیاں	ماں	نانی	دادی	عینی بہن	عینی بہنیں	علاتی بہن	علاتی بہنیں	اخیافی بھائی یا بہن	زیادہ اخیافی بھائی یا بہنیں	بیوی	خاوند	باپ	دادا	بیٹا	پوتا	عینی بھائی	زیادہ عینی بھائی	علاتی بھائی	زیادہ علاتی بھائی	عینی بھتیجا	علاتی بھتیجا	عینی چچا	علاتی چچا	عینی چچازاد بھائی	علاتی چچازاد بھائی
۱/۲	۲/۳	۱/۲	۲/۳	۱/۳	۱/۶	۱/۶	۱/۲	۲/۳	۱/۲	۲/۳	۱/۶	۱/۳	۱/۴	۱/۲	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال	کل مال

طریقہ

○ اگر کسی وارث کا حصہ اس کی انفرادی حالت میں معلوم کرنا ہو تو نقشہ میں اُس وارث کا حصہ اس کے نیچے درج ہے۔

○ اگر کسی دو وارثوں کا حصہ معلوم کرنا ہو تو نقشہ کے جس خانہ میں یہ دونوں وارث جمع ہوتے ہیں اس خانہ میں نچلی طرف دائیں جانب والے اور اوپر کی طرف بائیں جانب والے وارث کا حصہ ہے۔

○ اگر کسی مسئلہ میں دو سے زیادہ وارث ہوں تو اُن کے حصے معلوم کرنے کے لئے ان قاعدوں کے تحت کسی ایک وارث کو باقی ہر وارث کے ساتھ ملا کر دیکھو۔

قاعدہ نمبر ۱ - اگر اس وارث کا حصہ ہر وارث کی موجودگی میں وہی رہتا ہے جو اُس کو انفرادی حالت میں ملا ہے تو مسئلہ پیش آمدہ میں وہی حصہ اس کا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲ - اگر اس وارث کا حصہ کسی وارث کی موجودگی میں اس حصہ سے کم ہو گیا ہے۔ جو اُس کو انفرادی حالت میں ملتا تھا تو مسئلہ پیش آمدہ میں کم شدہ حصہ اُس کا ہے۔

قاعدہ نمبر ۳ - اگر وہ وارث کسی ایک وارث کی موجودگی میں محروم ہے تو اس وارث کو مسئلہ پیش آمدہ میں محروم تصور کیا جائے۔

مثلاً ——————

ایک میت کے وارث بیٹی۔ ماں۔ باپ اور دادا ہیں۔

بیٹی کا انفرادی حالت میں ۱/۲ حصہ ہے۔ ماں۔ باپ۔ دادا ان میں سے ہر ایک کی موجودگی میں بھی بیٹی کا ۱/۲ حصہ ہے اس لئے قاعدہ نمبر ۱ کے مطابق اس مسئلہ میں بیٹی کا ۱/۲ حصہ ہے۔

ماں کا انفرادی حالت میں ۱/۳ حصہ ہے۔ باپ اور دادا ان ہر ایک کی موجودگی میں بھی ماں کا ۱/۳ حصہ ہے لیکن بیٹی کی موجودگی میں ماں کا ۱/۶ حصہ ہے اس لئے قاعدہ نمبر ۲ کے مطابق اس مسئلہ میں ماں کا ۱/۶ حصہ ہے۔

باپ کا انفرادی حالت میں کل مال ہے۔ دادا کی موجودگی میں باپ کا کل مال ہے لیکن بیٹی اور ماں ہر ایک کی موجودگی میں باپ کا باقی مال ہے اس لئے قاعدہ نمبر ۲ کے مطابق اس مسئلہ میں باپ کا باقی مال ہے۔

دادا کا انفرادی حالت میں کل مال ہے۔ بیٹی اور ماں ہر ایک کی موجودگی میں دادا کا باقی مال ہے لیکن باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہے۔ اسلئے قاعدہ نمبر ۳ کے مطابق اس مسئلہ میں دادا محروم ہے۔

بیٹی	ماں	باپ	دادا
۱/۲	۱/۶	باقی	محروم

اشارات

مذکّر دو مؤنث کے برابر

نقشہ کے جس خانہ میں "مذکّر دو مؤنث کے برابر" لکھا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ترکہ میں سے مذکّر کو دو مؤنث کے حصّے کے برابر حصّہ دیا جائے گا مثلاً میت کے وارث ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں اس صورت میں ترکہ کے چار حصّے کئے جائیں گے۔ لڑکے کے دو حصّے اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ ہے۔

مشترک نقشہ کے جس خانہ میں لفظ "مشترک" لکھا ہوا ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ لکھا ہوا ترکہ اس خانہ کے تمام وارثوں کے درمیان بحصّہ برابر تقسیم ہوگا۔

باقی نقشہ کے جس خانہ میں لفظ "باقی" لکھا ہوا ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ اُس خانہ کا وارث عصبہ ہے۔ جو دوسرے وارث کو اس کا مقررہ حصہ دینے کے بعد باقی مال کا وارث ہے۔

کل مال نقشہ کے جس خانہ میں لفظ "کل مال" لکھا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خانہ کا وارث عصبہ ہے جو وارث نہ ہونے یا وارث محروم ہونے کی بنا پر کل مال کا وارث ہے۔

محروم نقشہ کے جس خانہ میں لفظ "محروم" لکھا ہوا ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اُس خانہ کا وارث ترکہ سے محروم ہے۔

ناممکن نقشہ کے جس خانہ میں لفظ "ناممکن" لکھا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خانہ کے ہر دو وارث ایک دُوسرے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

اختلاف نقشہ کے جس خانہ میں لفظ "اختلاف" لکھا ہوا ہے اس کا مطلب ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حضرت زید بن ثابتؓ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ وغیرہم کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھائی بہن وارث ہوں گے مگر حضرت ابوبکرؓ وغیرہم فرماتے ہیں کہ دادا کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

نوٹ: اگر وارث بیٹی بہن عینی یا علاتی اور چچا۔ اس صورت میں بہن عصبہ ہو کر وارث ہوگی اور چچا محروم ہوگا

مرتبہ: ابوالسلام محمد صدیق ناظم ادارہ احیاء السنۃ النبویۃ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

علم میراث پر ملتان کا قدیمی بہترین تحفہ

فارسی زبان کے چند اشعار میں مکمل علم میراث

ابیات علم میراث

۱۳۰۵ھ

مؤلفہ

مخدوم الاولیاء حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد عبد العلیم صاحب قدس سرہ

و

حسب تمنی حضرت استاذ العلماء مفتی محمد عبد القادر ملتانی مدظلہ العالی سرپرست دار العلوم عیدگاہ رحمانیہ قدیر آباد ملتان

مع ما یتعلق بہا من

الأبحاث

متن الرّحبيّة

في علمِ المَواريثِ على المذاهبِ الأربَعةِ

تاليف: موفق الدين محمد بن علي الرحبي — رحمه الله —

فاروقی کتب خانہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
فون نمبر: 541809